REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

Regd. No. P. 67.

"وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ"

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۲۰

شمارہ ۴۷

ایڈیٹر:۔ محمد حفیظ بقاپوری

نائب ایڈیٹر:۔ خورشید احمد انور

شرح چندہ

سالانہ ۱۰ روپے

ششماہی ۵ روپے

ممالکِ غیر ۲۰ روپے

فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۲۳ر نبوت (نومبر) سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ۱۷ر نبوت کی اطلاع مظہر ہے کہ "آج کچھ ضعف کی شکایت رہی۔ اس وقت طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔ احباب، اپنے محبوب امام ہمام کی صحت وسلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں ہمیشہ فائز المرامی کے لئے التزام سے دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنا فضل شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان ۲۳ر نبوت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ مع اہل وعیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

☆ ۔۔۔ ۲۹ر رمضان کے بعد شوال کا چاند ہو جانے کے سبب قادیان میں بتاریخ ۲۰ر نومبر بروز ہفتہ عید الفطر منائی گئی۔ پارک خواتین باغ بہشتی مقبرہ میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ½۹ بجے صبح مسنون طریق پر پہلے عید کا دوگانہ پڑھایا۔ اور بعد میں پُرلطف ایمان افروز خطبہ دیا اور آخری اجتماعی دُعا کرائی۔ بعد اختتام احباب نے ایک دوسرے کو عید مبارک دی۔ محترم صاحبزادہ صاحب اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل نے بھی احباب کو مصافحہ کا شرف بخشا۔ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو سارے عالمِ احمدیت کے لئے موجبِ برکت بنائے اور اسلام کا بول بالا کرے آمین۔

۶ر شوال ۱۳۹۱ ہجری | ۲۵ر نبوت ۱۳۵۰ ہش | ۲۵ر نومبر ۱۹۷۱ء

جماعتِ احمدیہ انڈونیشیا کا بائیسواں کامیاب جلسہ سالانہ

انڈونیشیا کے طول وعرض سے دو ہزار کے قریب احمدی افراد کی شمولیت

از مکرم میاں عبدالحی صاحب مبلّغ اسلام۔ انڈونیشیا

مورخہ ۲۶ تا ۲۸ر اگست ۱۹۷۱ء کو انڈونیشیا کے علاقہ تاسک ملایا میں جماعتِ احمدیہ انڈونیشیا کا بائیسواں جلسہ سالانہ بفضل اللہ تعالیٰ نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد ہوا۔

اس موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف سے جماعت کے نام نہایت ایمان افروز اور رُوح پرور پیغام موصول ہوا۔ جو احبابِ جماعت کے سامنے پڑھ کر سُنایا گیا۔ اسی طرح محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل اعلیٰ والتبشیر کا پیغام بھی جلسہ میں حاضرین تک پہنچایا گیا۔ حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے بھی ایک پیغام لجنہ اماء اللہ انڈونیشیا کے نام آیا جو اُن تک پہنچایا گیا۔ جماعتِ احمدیہ کی یورپ میں تبلیغِ اسلام کی دلچسپ مساعی کو رنگین سلائیڈز کے ذریعہ دکھایا گیا۔ اور سلسلہ کے لٹریچر کی نمائش کی گئی۔

اس عمدہ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خدام الاحمدیہ انڈونیشیا کا ایک اجتماع بھی منعقد کیا گیا نیز ایک تبلیغی جلسے کا بھی وسیع پیمانہ پر انتظام ہوا جو بہت کامیاب رہا۔ جلسہ کے ایام میں احبابِ جماعت مفید اور رُوح پرور تقاریر اور نمازِ تہجد باجماعت اور درس وتدریس سے مستفید ہوئے۔ الحمد للہ۔ جلسہ کی کارروائی کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے:۔

جماعتِ احمدیہ انڈونیشیا ۱۹۴۹ء سے ہر سال باقاعدہ جلسہ سالانہ منعقد کرتی آرہی ہے۔ یہاں کے حالات کے پیشِ نظر کئی سال تک تو جلسہ سالانہ اور شوریٰ کو باہم مدغم کر دیا جاتا تھا۔ لیکن چند سال سے مجلسِ شوریٰ آخر اپریل میں چیربون (مغربی جاوا کا تاریخی شہر اور بندرگاہ) میں منعقد ہوئی اور جلسہ سالانہ ۲۶۔ ۲۷۔ ۲۸ اگست ۱۹۷۱ء کو تاسک ملایا میں منعقد ہوا۔

تاسک ملایا کی جماعت جاوا کی ابتدائی جماعتوں میں سے ایک ہے۔ یہاں مکرم ملک عزیز احمد صاحب مرحوم مکرم مولوی عبدالواحد صاحب اور خاکسار کام کر چکے ہیں اور اب کچھ عرصہ سے مکرم مرزا محمد ادریس صاحب کام کر رہے ہیں۔ اب یہاں خدا تعالیٰ کے فضل سے مسجد کے علاوہ ہمارا اپنا ایک ہال بھی ہے۔

جلسہ کی تشہیر کے لئے پریس ریلیز بھی تیار کیا گیا۔ اور جاکرتا کے متعدد اخبارات کو بھجوایا گیا۔ مجلّہ "TEMPO" کے نامہ نگار نے جلسہ کے پروگرام سے متاثر ہو کر جماعت کے متعلق بڑی دلچسپی کا اظہار کیا۔ اور جلسہ کے بعد جاکرتا کی مسجد میں جماعت کے مزید لٹریچر کا مطالعہ کیا اور مجلّہ کے لئے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فوٹو بھی حاصل کئے۔ جاکرتا کے اخبارات کے علاوہ بنڈونگ کے اخبارات کو بھی جلسہ سالانہ کے متعلق خبر مہیّا کی گئی۔ ریڈیو سے بار بار اعلان کروایا گیا۔ ہینڈ بل تقسیم کئے گئے اور ضروری مقامات پر پوسٹر بھی آویزاں کئے گئے۔

۲۵ر اگست کی شام تک احباب کثیر تعداد میں تاسک ملایا پہنچ گئے۔ بعد میں بہت سے احباب نے بتایا کہ ہمارے گھریلو حالات یہاں آنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دُعاؤں کو سُن کر جو جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے لئے کی گئی ہیں۔ ہم نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے کا ارادہ کر لیا اور اللہ تعالیٰ نے فضل کیا کہ ہماری مشکلات بھی دُور ہو گئیں۔

جلسہ کا پہلا اجلاس ۲۶ر اگست ۱۹۷۱ء کو صبح ساڑھے سات بجے زیر صدارت جناب بریگیڈیئر احمد سوری آتماتا صاحب منعقد ہوا۔ تلاوتِ قرآن کے بعد محترم مولانا محمد صادق صاحب رئیس التبلیغ نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ آپ نے سب سے پہلے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث

(باقی دیکھئے صفحہ ۔۔)

جلسہ سالانہ قادیان

تاریخ ہائے انعقاد ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰ فتح دسمبر ۱۳۵۰ ہش ۱۹۷۱ء

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری اور اجازت سے اسّی ویں جلسہ سالانہ کے انعقاد کی تاریخیں ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰ فتح ۱۳۵۰ ہش مطابق ۱۸۔ ۱۹۔ ۲۰ر دسمبر ۱۹۷۱ء رکھی گئی ہیں۔

جملہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ ہندوستان اور مبلّغین کرام سے درخواست ہے کہ اپنی اپنی جماعتوں کے سب دوستوں کو جلسہ سالانہ قادیان کی تاریخوں سے مطلع کیا جائے تاکہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں مقررہ تاریخوں میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کر کے اس مقدس اور رُوحانی **عظیم الشان اجتماع** کی برکات سے مستفید ہو سکیں۔

(ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

پادری عبدالحق صاحب کے نام محترم مولانا ابوالعطاء صاحب کی کھلی چھٹی نمبر ۲

پادری صاحب پر اتمامِ حجّت!

قبل ازیں مورخہ ۲۱ اکتوبر ۱۹۷۱ء کے بدر کی اشاعت میں پادری عبدالحق صاحب مقیم چنڈی گڑھ کے نام محترم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل کی کھلی چھٹی بابت منظوری تحریری مناظرہ شائع ہو چکی ہے۔ اب ہم ذیل میں محترم مولانا صاحب موصوف کی کھلی چھٹی نمبر ۲ درج کر رہے ہیں جس کو محترم مولانا صاحب نے اپنے رسالہ "الفرقان" ربوہ بابت ماہ نومبر ۱۹۷۱ء میں شائع کی ہے تاکہ پادری عبدالحق صاحب پر اتمامِ حجت ہو جائے اور وہ سنجیدگی سے خط و کتابت کر کے شرائطِ مناظرہ طے کر لیں ——— (ایڈیٹر)

ہمارا واضح اعلان

ماہنامہ الفرقان کے قارئینِ کرام گزشتہ شمارہ میں ہماری کھلی چھٹی نمبر ۱ بنام پادری عبدالحق صاحب ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ ہم نے نہایت صراحت سے چاروں مجوزہ مضامین پر تحریری مناظرہ منظور کر کے اعلان کر دیا ہے نیز نہایت معقول طریق پر فریقین کے لئے یکساں صورتِ حال کے طور پر اپنے اپنے مسلّمہ عقیدہ میں ہر مناظر کو مدعی تسلیم کر کے سات سات پرچوں میں مدعی کا پہلا اور آخری پرچہ قرار دیا ہے نیز ہر پرچہ کے لکھنے کا مساوی وقت تین تین گھنٹے مقرر کر دیا گیا۔ ہم نے تجویز کیا تھا کہ آئندہ پادری صاحب ہماری اس کھلی چھٹی کا جو انہیں بصیغۂ رجسٹری بھیجی جا رہی ہے براہِ راست جواب دیں "تا وقت بچ سکے۔ اور باقی امور (وقتِ مناظرہ، تاریخِ مناظرہ اور مقامِ مناظرہ وغیرہ) کا جلد فیصلہ ہو کر مناظرہ شروع ہو سکے۔ یہی بات محترم مدیر بدر نے پادری صاحب کو لکھ دی تھی۔

پادری عبدالحق صاحب کے جواب کا انداز

پادری عبدالحق صاحب اس چٹھی کے جواب میں اپنی شرست کا اظہار کرتے ہوئے محترم جناب مدیر صاحب اخبار بدر قادیان کو ۲۷ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو لکھتے ہیں:-

"ہم نے آپ کی وساطت سے ساری احمدی جماعت کو مناظرہ کا چیلنج دیا تھا اور اب تک آپ ہی سے خط و کتابت ہوتی رہی۔ پس آپ کے کسی خاص "محترم مولانا صاحب" سے ہماری خط و کتابت کرنے کا ذکر ہی بے محل ہے۔ آپ اگر جان بوجھ کر خود فریبی میں مبتلا رہنا چاہئیں تو آپ کو اختیار ہے ورنہ ہم آپ کو جتا چکے ہیں کہ آپ کے وہ "مترجم" ربوہ میں بیٹھے اپنے مددگاروں کی بھیڑ اور تابانی لٹریچر کے ظواہر کے سہارے اور بایں ہمہ بے بسی کی حالت میں **آخری قادیانی حربہ** کو استعمال کر کے یعنی اصل مبحث کو چھوڑ کر ہماری **ذاتیات پر کیچڑ اچھال کر** کاغذ تو سیاہ کر سکتے ہیں لیکن وہ مساوی حیثیت کے مشروط تحریری مناظرہ میں ہمارے مقابل بیٹھ کر پرچے لکھنے کے لئے ہرگز آمادہ نہ ہوں گے۔"

درشت کلامی اور ذاتی حملے کون کرتا ہے؟

معزز قارئین! آپ دیکھیں کہ عیسائیوں کا یہ پادری شرائط طے کرنے کے وقت ہی کس **تحریری** انداز کو اختیار کر رہا ہے؟ اسے یہ احساس تک نہیں، کہ مناظرہ میں فریقین کی **مساوی حیثیت** ہوتی ہے اور کسی پادری کو بھی اس قسم کی زبان استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ غالباً پادری صاحب کو ۱۹۶۲ء کے الوہیتِ مسیح والے **تحریری مناظرہ** کے علمی زخم پھر یاد آرہے ہیں اس لئے وہ اپنی مخصوص زبان استعمال کر کے آئندہ چار مضامین پر تحریری مناظرہ کرنے سے گریز کرنا چاہتے ہیں۔ جس کا انشاء اللہ ہم انہیں حتی المقدور موقعہ نہ دیں گے۔

۱۹۶۲ء کے تحریری مناظرہ پر فاضل مدیر صدق جدید لکھنؤ نے بایں الفاظ تبصرہ کیا تھا:-

"یہ مناظرہ موضوع الوہیتِ مسیح پر مولوی صاحب (ابوالعطاء صاحب جالندھری) موصوف اور ایک مسیحی مناظر پادری عبدالحق چنڈی گڑھ مشرقی پنجاب کے درمیان ہوا۔ پڑھے لکھے مسلمانوں کے **پڑھنے کے قابل** ہے۔ پادری صاحب کی تحریروں میں قدیم یونانی معقولات کی اصطلاحات کی بھرمار اور **درشت کلامی** اور حریف پر مسلسل **ذاتی حملے** نمایاں ہیں!"

(صدق جدید لکھنؤ بھارت ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء)

پادری صاحب کیلئے کوئی وجہ انحراف نہیں ہے!

پادری صاحب کا ہمیں براہِ راست جواب دینے سے انحراف ان کی کسی معقولیت کی بناء پر نہیں۔ کیونکہ یہ خط و کتابت محترم جناب مدیر بدر قادیان کے ایک نوٹ کے ان الفاظ پر شروع ہوئی ہے کہ "آج مسیحی پادری کسی احمدی عالم کے مقابل پر آنے کی جرأت نہیں کرتے اور نہ ان کے پاس احمدیہ جماعت کے دلائل کا کوئی معقول جواب ہے۔" (بدر ۱۷ جون ۱۹۷۱ء) اس پر مسیحی رسالہ ھما لکھنؤ کے ایڈیٹر صاحب نے فاضل مدیر بدر کو لکھا کہ "آپ براہِ کرم کسی چوٹی کے احمدی عالم کا نام پیش کریں جس کے مقابل ہم کسی مسیحی پادری کو لا سکیں۔" (چٹھی ۲۴ جون ۱۹۷۱ء)۔ اس کے جواب میں محترم ایڈیٹر صاحب بدر نے مدیر ھما کو مفصّل خط کے ذیل میں لکھا کہ "اس کا واضح تجربہ ۱۹۶۲ء میں ہو چکا ہے جبکہ آپ کے پادری عبدالحق صاحب "رئیس المناظرین" ہمارے عالم محترم مولانا ابوالعطاء اللہ دتا صاحب جالندھری کے ساتھ شرائط طے کر کے اپنی اپنی جگہ سے دو دو پرچے لکھ چکے تھے۔ پادری صاحب موصوف فرار اختیار کر گئے۔ اور باوجود بار بار توجہ دلانے کے مناظرہ مکمل کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو سکے۔"

اس کے جواب میں مدیر ھما کی بجائے ایک، اور پادری غیاث الدین صاحب نے مداخلت کرتے ہوئے مدیر بدر کے نام اپنے خط میں ایک فقرہ یہ بھی لکھا کہ "آپ فرما رہے ہیں کہ پادری صاحب فرار اختیار کر چکے ہیں تو اب کیا گیا ہے؟ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟" بطور جواب الجواب نہایت مدلّل اور مفصّل خط لکھتے ہوئے محترم مدیر بدر نے تحریر فرمایا کہ "لیجئے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا؟ جناب پادری صاحب کے نئے چیلنج کی حقیقت بھی معلوم ہو جائے گی۔ در آنحالیکہ مولانا ابوالعطاء صاحب کا چیلنج جناب پادری صاحب کے لئے برقرار ہے جس کا جواب دینے پر ہی ان کی گلو خلاصی ہو گی" ——— اس مفصّل مکتوب پر پادری غیاث الدین صاحب تو خاموش ہو گئے البتہ مورخہ ۹ ستمبر کو پادری عبدالحق صاحب نے براہِ راست محترم فاضل مدیر بدر کو خط لکھا جس میں جماعتِ احمدیہ کو مسیحیت کے صدق و کذب کی جانچ کے لئے **"فیصلہ کن مناظرہ"** کی دعوت دی۔

پادری صاحب کے اس خط کے جواب میں فاضل مدیر بدر نے ہمارے شائع کردہ **تحریری مناظرہ** کا تذکرہ کرتے ہوئے مورخہ ۲۸ ستمبر کو پادری صاحب کو لکھا:-

"محترم مولانا (ابوالعطاء) صاحب نے شائع شدہ تحریری مناظرہ کے آغاز میں آج سے نو دس سال قبل 'حضرت مسیح کی صلیبی موت' پر آپ سمیت تمام پادری صاحبان کو تحریری مناظرہ کا چیلنج دے رکھا ہے۔ اسے قبول کر کے محترم مولانا صاحب سے نپٹ لیں۔"

اس مرحلہ پر فاضل مدیر بدر نے جملہ خط و کتابت کی نقل مجھے بھجوا دی۔ خاکسار نے بطور "قصہ مختصر" پادری صاحب کے چاروں مجوزہ مضامین پر تحریری مناظرہ منظور کر کے پادری صاحب کو کھلی چٹھی بذریعہ رجسٹری بھیج دی۔

اب پادری عبدالحق صاحب کا فرض تھا کہ وہ سنجیدہ مناظروں کی طرح معقولیت سے مجھے جواب دیتے لیکن انہوں نے جو انداز

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

حضرت اقدس امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے
محترم حضرت امیر صاحب مقامی کے نام تہنیتِ عید کا پیغام

"جملہ احباب کی خدمت میں میری جانب سے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اور عید مبارک پہنچاتے ہوئے میرے لئے دُعا کی تحریک کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو حقیقی مسرتوں سے نوازے۔"

خلیفۃ المسیح

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کا نام لیکر میں تحریک جدید کے نئے سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں

تحریک جدید کا کام بنیادی اہمیت کا حامل ہے اسکی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنا جماعت کا فرض ہے

ارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۹ اخاء ۱۳۵۰ ہش ۲۹ اکتوبر ۱۹۷۱ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ کے نام سے کہ جو اپنی رحمتوں سے بے حد نوازنے والا ہے، میں تحریک جدید کے دفتر اوّل کے اڑتیسویں، دفتر دوم کے اٹھائیسویں اور دفتر سوم کے ساتویں سال کا اعلان کرتا ہوں۔ آج سے تین سال قبل جب تحریک جدید کا چندہ پانچ لاکھ پچاس ہزار روپے تھا میں نے جماعت کو اس طرف متوجہ کیا تھا کہ جہاں تک میرا اندازہ ہے یہاں کی جماعت اس سے زیادہ چندہ دے سکتی ہے اور اسے زیادہ دینا چاہیئے۔ اور

میرے اندازہ کے مطابق

یہ رقم سات لاکھ روپے تک پہنچ جانی چاہیے تھی لیکن اس سے اگلے سال یعنی ۶۹-۱۹۶۸ء میں پانچ لاکھ پچاس ہزار سے بڑھ کر صرف چھ لاکھ تیس ہزار اور پھر ایک سال کے بعد چھ لاکھ پینسٹھ ہزار روپے تک پہنچی اور جو سال ابھی ہم ختم کر رہے ہیں اس میں چندہ گھٹ کر چھ لاکھ اڑتیس ہزار روپیہ پر آگیا ہے۔ اس کے متعلق ایک موٹی وجہ جو تحریک جدید نے مجھے بتائی ہے وہ یہ ہے کہ چالیس ایسے احمدی دوست تھے جن کا چندہ ایک ہزار روپے فی کس تھا اور اب گذشتہ سال میں جسے ہم ختم کر رہے ہیں انہوں نے ایک ہزار چندہ نہیں دیا ان میں سے بعض نے تو اس لئے نہیں دیا کہ ان کی وفات ہو گئی تھی اور باقی جو تھے انہوں نے مالی حالات کی تبدیلی کی وجہ سے اپنے معیار کو قائم نہیں رکھا اور نہ وہ قائم رکھ سکتے تھے۔ ہم اُن کے لئے الزام نہیں دھرتے لیکن جماعت پر یہ الزام آتا ہے کہ اگر ایک سال چالیس دوستوں کے مالی حالات ایسے نہ رہے کہ وہ ایک ہزار چندہ تحریک کو دے سکیں تو ان کی جگہ اور کھڑے ہونے چاہئیں۔ اور ہر سال چندے میں زیادتی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ جماعت کے مالی بھی تو ہر حال ترقی پذیر ہوگا۔ اس لئے جماعت کو چالیس سے زیادہ ایسے دوست کھڑے کرنے چاہیئے تھے جو ایک ہزار یا اس سے زیادہ رقم تحریک جدید کو چندہ دیتے اور یہ کمی نہ آتی۔

اس میں شک نہیں کہ یہ سال جو گذرا ہے اسمیں جماعت نے ایک اور مالی بوجھ اٹھایا اور وہ بھی معمولی نہیں ہے یعنی نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی تحریک۔ یہ جو "نصرت جہاں آگے بڑھو" کے منصوبہ کو مالی سہارا دینے والی ہے۔ اس میں بیرونی ملک کی جماعت نے گذشتہ سال قریباً بارہ تیرہ لاکھ دیا۔ اسلئے عذر معقول بھی ہے لیکن کسی نئے کام میں ہاتھ ڈالنے کے یہ معنے نہیں ہوا کرتے کہ جو کام ہو رہا ہے اس میں رکاوٹ پیدا ہو جائے۔

تحریک جدید کا کام

بنیادی اہمیت کا حامل ہے اور ہماری ضرورتیں دن بدن بڑھ رہی ہیں۔ ان بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کی کوشش کرنا اور کرتے رہنا یہ جماعت کا فرض ہے۔ اور جماعت کو اس طرف توجہ دینی چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ جس حد تک توفیق دے اپنے اموال کو (جو دراصل اپنے نہیں) اس کے حضور پیش کر دینا چاہیئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ کے ایک معنے یہ بھی کئے ہیں کہ "یہ مت خیال کرو کہ مال تمہاری کوشش سے آتا ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے آتا ہے۔ غرض مال جب ہمارا ہے ہی نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہے تو پھر یہ تو اس کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں فرمایا کہ یہ مال تیرا تمہیں دیتا ہوں تم اس میں سے میری راہ میں خرچ کرو۔ اور میں تمہیں ثواب دوں گا۔ مثلاً جس طرح ایک چھوٹا بچہ جو ابھی کما نہیں رہا، پانچویں یا چھٹی یا ساتویں میں پڑھ رہا ہے اگر اسکے والدین اسے ایک روپیہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جاکر وقف جدید کے چندے میں دے دو اب وہ روپیہ اس نے کما کر نہیں دیا لیکن اس طرح ایک عادت پڑی اور ثواب کا ایک ذریعہ بن گیا پس یہ سمجھنا کہ باپ تو بچے کے لئے ثواب کے سامان پیدا کرنے کا اہل ہے اور اس کی توفیق رکھتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا یا نہیں کر سکتا۔ یہ غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ایسا کرتا ہے۔ باپ نے تو وہ اٹھنی یا روپیہ بھی جو دیا اس کا اپنا نہیں تھا کیونکہ گو سے تو کچھ نہ لائے جو اللہ تعالیٰ نے مال اسے دیا تھا اس میں سے ایک تو اس نے اس رنگ میں دیا کہ اس خدمت کو اپنی طرف منسوب کرالیا۔ ورنہ کہاں سے دیا اور دوسرے اس رنگ میں دیا کہ اپنے بچے کو کہا کہ تم خرچ کرو، میرے ثواب میں تم بھی شریک ہو جاؤ۔

غرض خدا تعالیٰ کا یہ ہمارا احسان نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ وہ ہمیں مال دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میری راہ میں خرچ کرو اور ثواب حاصل کرلو۔ مال تو اللہ کا تھا اس پر ثواب نہیں ملنا چاہیے تھا۔ مگر اپنے فضل سے وہ ثواب عطا کرتا ہے جب آپ کسی کو اس کی امانت واپس کرتے ہیں تو کوئی احسان تو اس پر نہیں کرتے کہ اتنی رقم اس کو ادا کی پس جو اللہ تعالیٰ کا مال ہے وہی آپ اللہ تعالیٰ کو واپس کر رہے ہیں اس میں نیت اور ادائیگی کا سوال ہے احسان تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مال دیا اور پھر فرمایا تمہارے لئے میں نے ثواب کا ایک موقع بہم پہنچایا ہے اسلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ "بخل اور ایمان ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے" جو شخص اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہے اور سمجھتا ہے کہ جو کچھ بھی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا ہے۔ دنیا کے سارے اموال، دنیا کی سب دولتیں، جو کچھ ہے اس کا حقیقی مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے مال دیا اور فرمایا یہ تمہارا حصہ ہے، جو تمہیں دیتا ہوں۔ تمہارا حصہ اس معنے میں کہ تمہارے اور بھی بھائی انسان ہیں اور بھی بنی انسان ہیں، ان کو بھی دیا، تمہیں بھی دیا۔ یہ دولت و مال جو میں نے پیدا کیا ہے تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ ان میں سے اپنے حقوق (وہ حقوق جو میں نے مقرر کئے ہیں) وصول کرو اور پھر فرمایا کہ ان میں سے اتنا میری راہ میں خرچ کرو۔ اور خود ہی راہ اور ضرورت کی تعیین کر دیتا ہے۔ یہ ضرورت بھی اللہ تعالیٰ ہی پیدا کرتا ہے مثلاً تحریک ... کہ جب ابتدا ہوئی، تو اس سے پہلے تو تحریک جدید کے کاموں کے لئے مال کی ضرورت نہیں ... تھی پہلے تو چندہ دینے کے لئے راہ صرف صدر انجمن کے چندے تھے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ ایک اور ضرورت پیدا کر دی اور فرمایا اتنا مال اور میری راہ میں خرچ کرو۔ یعنی تحریک جدید کا بھی چندہ دو۔ پھر جماعت نے تحریک جدید کے چندے دینے بھی شروع کر دئے۔ پھر وقف جدید کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ایک ضرورت پیدا کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس میں بھی چندہ دو۔ پھر اس کے بعد فضل عمر فاؤنڈیشن اور بہت سارے چھوٹے چھوٹے چندوں کے، جن میں جماعت بشاشت سے حصہ لیتی ہے یہ فضل عمر فاؤنڈیشن کا ایک نیا منصوبہ بنا اور اس طرح ایک اور ضرورت پیدا کر دی گئی۔ پھر اس کے بعد "نصرت جہاں آگے بڑھو" کا ایک منصوبہ بنا اور اللہ تعالیٰ نے ایک اور ضرورت پیدا کر دی۔ اور

قربانی کی ایک اور راہ

کھول دی۔

پس اللہ تعالیٰ جتنی ضروریات پیدا کرتا ہے، اتنی ہم سے امید رکھتا ہے کہ اسی کی عطا میں سے اپنے اموال کا ایک حصہ اس کے کہنے کے مطابق اور اس کی پیدا کردہ ضرورت کو پورا کرنے کے لئے اس کے حضور پیش کر دیا جائے گا۔ اس امید پر اور اس توکل اور بھروسہ پر کہ اللہ تعالیٰ جہاں ہمارے اندر اخلاص پیدا کرے گا وہاں ہمارے اخلاص کو شیطانی بلغار سے محفوظ بھی رکھے گا۔ اور جب ہم اس کے حضور اسی کے مال کا ایک حصہ پیش کریں گے تو وہ اسے قبول کرے گا اور اس طرح ہمیں ثواب مل جائے گا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"پس چاہیئے کہ خدا پر توکل کر کے پورے اخلاص اور جوش اور ہمت سے کام لیں کوئی وقت خدمت گذاری کا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ نہیں فرمایا کہ پورے اخلاص اور پورے جوش اور پوری ہمت سے کام میں بلکہ یہ فرمایا ہے کہ

اللہ تعالیٰ پر توکل

کر کے پورے اخلاص اور پورے جوش اور پوری ہمت سے کام لیں۔ اس لئے کہ اخلاص خواہ بظاہر انسان کے اندازہ کے مطابق کامل ہی کیوں نہ ہو اور جوش بھی ایسا کہ دنیا واہ واہ کرنے لگے اور ہمت بھی ایسی کہ انسان انسان کی نگاہ میں اولوالعزم بن جائے۔ تب بھی انسان خدا تعالیٰ کی نگاہ میں ثواب کا مستحق نہیں بنتا، جب تک اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت اس کے شامل حال نہ ہو اور اس کے لئے انسان کو اللہ تعالیٰ پر توکل کرنا پڑتا ہے۔ انسان کو جب اپنی کمزوری اور اپنے نفس کا احساس ہو اور انسان کو جب یہ معرفت اور یقین ہو کہ اس کا خدا کے حضور کسی چیز کا محض پیش کر دینا کافی نہیں ہے جب تک وہ مقبول نہ ہو جائے پیدا خدا سے جو ہے اس کے نتیجہ میں یا تو شیطان آئے گا اور کہے گا کہ جب پتہ بھی نہیں کہ ثواب ملنا ہے یا نہیں تو نہ دو۔ یا فرشتے آئیں گے اور کہیں گے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ جس نے ان ساری چیزوں کو پیدا کیا۔ اسی نے تمہیں مال دیا اور اسی نے تمہارے لئے ثواب کے یہ سارے مواقع بہم پہنچائے ہیں۔ اس پر توکل رکھو۔ دراصل خدا کے سہارے کے بغیر خدا کا سہارا بھی نہیں ملتا ......

اور خدا کے سہارے کے بغیر، خدا پر توکل کئے بغیر انسان نہیں کہہ سکتا کہ جو اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کیا ہے وہ مقبول ہو گیا اور اس کا اسے ثواب مل گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ نے فرمایا ہے۔ اللہ کی چیز تھی۔ تم اس کی راہ میں دے رہے ہو۔ تمہارا خیال ہے کہ اخلاص میں کوئی کمی نہیں۔ دنیا سمجھتی ہے کہ تمہارے اندر بڑا جوش پایا جاتا ہے اور دنیا کی نگاہ تمہیں اولوالعزم اور صاحب ہمت بھی سمجھتی ہے لیکن دنیا کی نگاہ اور

اللہ تعالیٰ کی نگاہ

میں فرق ہے۔ جب تک دنیا کی نگاہ میں جو کچھ ہو وہی اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں نہ ہو اس وقت انسان کی کوشش بے نتیجہ ہوتی ہے۔

پس یہ دعا بھی کرو اور اللہ تعالیٰ پر توکل بھی رکھو کہ وہ تمہاری اس دعا کو قبول کرے گا۔ اور جو اس نے تم سے مطالبہ کیا اور اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جو کچھ تم نے اس کے حضور پیش کیا۔ اگر اس کے اندر کوئی خامی یا کمزوری یا کوئی شیطانی ملاوٹ بھی ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف سے ان کمزوریوں کو مار دے گا۔ اور ان کمزوریوں کو دور کر دے گا اور تمہاری پیشکش کو قبول کرے گا اور اس رنگ میں کہ تمہیں زیادہ سے زیادہ ثواب عطا فرمائے گا۔

پھر بعض چندے لکھوا دینا ہی کافی نہیں۔ جماعت کا ایک حصہ ایسا ہے جو کمزوری دکھاتا ہے۔ بعض دوستوں کے تو حالات بدل جاتے ہیں۔ مثلاً یہ پانچ آدمی جن کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے انہوں نے ایک وقت میں ہزار روپے کی کمی دیتے تھے۔ مگر اب نہیں دے سکتے ان کا عذر معقول بھی ہو گا اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں حسن ظن ہی سے کام لینا چاہیئے لیکن بعض آدمی ایسے بھی ہیں جو وعدے لکھوا دیتے ہیں مگر پورا نہیں کرتے اور ان کی وجہ سے وعدوں اور اصل آمد میں فرق پڑ جاتا ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مثلاً آپ نے اپنے کاموں کا منصوبہ تو سترہ لاکھ روپے کے حساب میں ان وعدوں کے مطابق ہم فلاں فلاں کاموں پر خرچ کریں گے لیکن اگر دوران سال اتنے پیسے نہیں آئے تو آپ کے کاموں پر اثر پڑے گا۔ کام کی رفتار میں کمی آ جائے گی۔ اور کسی قوم کا عمدگی سے عزم کر لینا اور پھر اسے پورا نہ کرنا بڑی بے برکتی کا موجب ہوتا ہے جب تک ایسے لوگ تعداد میں تھوڑے رہتے ہیں یا بہت تھوڑے تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن اگر خدانخواستہ یہ ایک رو جاری ہو جائے تو

اس سے بڑا فرق پڑ جاتا ہے۔

پس

مخلص دعویٰ بے معنی ہے

جب تک کہ مخلصانہ عمل نمایاں نہ ہو۔ اس سے کہیں بہتر ہے کہ ایک شخص جس کی نیت نہیں ہے دینے کی، وہ وعدہ بھی نہ کرے۔ لیکن جس کی نیت ہے دینے کی، مگر بعد میں اس کے حالات بدل جاتے ہیں، جن پر اس کا کوئی اختیار نہیں وہ زیر الزام نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ ایسے کمزوروں اور بھائیوں کے حالات درست کرے اور ان کے مالوں میں زیادہ برکت ڈالے لیکن جس شخص کی پہلے دن سے دینے کی نیت نہیں۔ صرف دکھاوا ہے، وہ اپنے آپ کو دوہری مصیبت میں ڈال رہا ہے۔ اور استغفار کے علاوہ اس کے بچنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے پس ایسے لوگوں کو استغفار کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ کا مال ہے وہ خود دیتا چلا جاتا ہے آگے سے بڑھ کر دیتا چلا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے پانچ سالوں میں جماعت کی آمد مجموعی طور پر تین گنا سے زیادہ بڑھ گئی ہے۔ یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اس میں میری کوئی خوبی نہیں ہے۔ اور نہ آپ کی کوئی خوبی ہے یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کی رحمت ہے۔

پس دینے والا تو بڑا دیالو ہے لیکن اپنے دلوں میں فتور پیدا کر کے ہم آپ سے بعض خدا تعالیٰ کے ثواب اور اس کے پیار سے محروم ہو جاتے ہیں۔ اس لئے وہ راہیں جو اللہ تعالیٰ کو غصہ دلانے والی ہیں۔ تم ان راہوں پر نہ چلو اور جن راہوں کو تم اسی کی رضا کے لئے اختیار کرتے ہو ان راہوں پر جوش اور ہمت اور اخلاص کے ساتھ چلو تا کہ اپنے توکل اور اپنی نیت اور اپنے اخلاص کے نتیجہ میں تم اللہ تعالیٰ کے اس پیار کو حاصل کر لو جس پیار کو دینے کے لئے اس نے اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو امت محمدیہ میں مبعوث فرمایا ہے۔ کیونکہ یہی پیار درحقیقت دنیا کے لئے نمونہ بنتا ہے۔

آج غلبہ اسلام کی جو خوشبو ہم سونگھ رہے ہیں وہ ہماری قربانیوں کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس پیار کا نتیجہ ہے جو جماعت سے وہ کرتا ہے اور وہ خوشبو اللہ تعالیٰ کی محبت کے عطر کی خوشبو ہے۔ دنیا جب اسے سونگھتی ہے تو اس طرف توجہ ہوتی ہے۔ دنیا کی آنکھ جب معجزانہ پیار کو مشاہدہ کرتی ہے تو لوگوں کا دل اس طرف مائل ہوتا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ واقعہ میں اللہ تعالیٰ ہے اور واقعہ میں اسلام کی طرف سے

قائم رہنے والی شریعت

ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کی گئی تھی۔

پس ہمیں چاہیئے کہ ہم شریعت محمدیہ کی برکتوں سے متمتع ہونے کے لئے وہ سب کچھ کریں جو خدا تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے اللہ تعالیٰ پر اور اس کی تمام صفات کے ساتھ ایمان لائیں۔ اس کو ہر قسم کے عیب سے اور تمام کمزوریوں سے اور سب نقائص سے مبرا سمجھیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء یقین کریں۔ قرآن کریم کی شریعت کو ابدی اور دائمی شریعت مانیں جس میں ہر قسم کا روحانی اور جسمانی حسن پایا جاتا ہے اور جس کے اندر ہر قسم کے احسان کی تعلیم پائی جاتی ہے پس اس کتاب کو مہجور کی طرح چھوڑ رکھنے ہوئے اس پر ایمان نہ لائیں بلکہ اس کتاب پر اس کی تمام صفات کو سمجھتے ہوئے اور اس سے برکتیں حاصل کرنے کی نیت سے ایمان لائیں۔ دنیا خدا تعالیٰ کے پیار کا نشان دیکھ کر خدا تعالیٰ کی طرف مائل ہوتی رہی ہے اور آج بھی دنیا خدا تعالیٰ کے پیار کا نشان دیکھ کر اللہ تعالیٰ اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مائل اور متوجہ ہو رہی ہے ہم مختلف ذرائع سے اور مختلف راہوں پر چل کر اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کر رہے ہیں۔ پس چاہیئے کہ میں اور آپ سب اللہ تعالیٰ کے پیار کی تمام راہوں پر چل کر اس کے پیار کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کو تحریک جدید کی ذمہ داریوں کو سمجھنے اور ادا کرنے کی توفیق بخشے اور پھر آپ نے اللہ تعالیٰ پر جو توکل کیا اور اللہ تعالیٰ سے جو امیدیں باندھیں۔ خدا کرے کہ ہماری کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحمت ہماری ان امیدوں کو پورا کرے۔ اور میں اور آپ ہم سب اس کے پیار کو پانے والے ہوں۔ اللّٰھم آمین۔

درخواست دعا

"خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و رحم سے ایک عرصہ کی بیکاری کے بعد اسپیشل اسسٹنٹ کمشنر آفس پاس پیپرز S.O کی عارضی پوسٹ عطا فرمائی ہے۔ اس خوشی میں مبلغ پانچ روپے شکرانہ فنڈ میں ارسال ہیں۔ دفتری زبان اور صوبائی زبان سے کم واقفیت کی وجہ سے کام کی دشواری محسوس ہو رہی ہے بزرگان سلسلہ اور درویشان کرام کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ خاکسار کے کام کی آسانی کے لئے اور ملازمت کی مستقلی کے لئے دعا فرمائیں۔ آمین۔ خاکسار محمد حبیب الدین اسسٹنٹ (میسور اسٹیٹ)"

۴۴۔ جو یا تو پانچ لاکھ روپے کی یا دس لاکھ روپے کی یا بیس لاکھ روپے کی آمد ہو گی اور اس کے مطابق

موازنہ انجیل و قرآن کریم

از محترم مولانا محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

(قسط نمبر اول)

ہم نے مکرم ایڈیٹر صاحب رسالہ ھما لکھنؤ کے ساتھ خط و کتابت کے دوران میں موازنہ انجیل و قرآن کریم کے بارہ میں جو چھٹی تحریر کی تھی اور اسے اخبار میں دینے کا ارادہ کیا تھا وہ ہم اس کی قارئین کی ضیافت طبع کے لئے درج کر دیتے ہیں جس سے بآسانی معلوم ہو سکتا ہے کہ اسلئے اخلاقی اور روحانی تعلیم کے پیش کرنے میں ہر دو کتب میں سے کس کو برتری و فضیلت حاصل ہے۔

نقل چٹھی قادیان مارچ ۱۹۶۷ء

عزیزم مکرم طالب صاحب سلام و دعا امید ہے کہ آپ ہر طرح خوش و خرم ہوں گے اور مع اہل و عیال خیریت سے ہے۔ آج کا موضوع ہے انجیلی و قرآنی تعلیم کا موازنہ۔ قرآنی تعلیم اپنی کاملیت، جامعیت، وسعت و ہمہ گیری اور مداومت کے لحاظ سے انجیلی تعلیم سے برتر فائق اور افضل و اعلیٰ ہے جس کے ساتھ کامل عملی نمونہ موجود ہے۔ آپ نے یہ کہہ کر انجیل و قرآن کریم کا موازنہ دکھانے سے گریز اختیار کر لیا کہ بائیبل اور قرآن کریم کی تعلیم میں چنداں فرق نہیں اور یہ کہ آپ بائیبل یا انجیل کی برتری دیکھ کر ہی اس سے چمٹے ہوئے ہیں اور یہ کہ ایسے موازنہ سے کیا دلچسپی ہو گی میرے عزیز یہ سراسر گریز ہے اگر موازنہ کی ضرورت نہیں تو پھر آپ دوسروں کو تبلیغ کیوں کرتے ہیں۔ رسالے کتب و ٹریکٹ و بائیبل شائع کرنے کی بھی ضرورت نہیں۔ جو ضرورت وہاں آپکے پیش نظر ہے وہی ضرورت یہاں بھی ہے۔ آخر آپ نے جو کچھ ان میں دیکھا ہے وہ آپ ہمیں کیوں دکھانے کے لئے تیار نہیں۔ آپ فرماتے ہیں دونوں آسمانی کتب تمہارے مطالعہ میں ہیں۔ اگر پھر بھی آپ کو بائیبل یا انجیل میں وہ چیز نظر نہیں آتی جو ہم عیسائیوں کو نظر آتی ہے تو پھر دکھانے سے نظر آ جائے گی۔

مگر یہ تو ہمیں بہت کچھ نظر آتا ہے مگر جس بات کی طرف آپ اشارے دے رہے ہیں۔ وہ ہمیں اس میں نظر نہیں آتی۔ اگر اس سے تردد آپ ضرور ہمیں دکھائیں ورنہ یہ بھی آپ کا بیجا دعویٰ ہے۔ آخر آپ اپنی بات کو زیادہ عمدگی کے ساتھ نمایاں کر سکتے ہیں۔ مگر چونکہ آپ اس طرف کا رخ کرنا نہیں چاہتے اور ادھر سے پہلو تہی ہی بہتر سمجھتے ہیں۔ لہٰذا میں آپ کا اسے بارہ میں قدم آگے بڑھاتا ہوں۔ آپ نے ہمارے رسالہ میں یہ دیکھ لیا انجیل کے بارہ میں لکھا ہے کہ اس کی تعلیم کامل و مکمل و جامع و عالمگیر ہے اور دیگر مذاہب کی تعلیمات کے مقابلہ میں افضل و اعلیٰ ہے نیز انجیلی و قرآن کی تعلیم کے موازنہ کے لئے ضروریات ہر ملک ہیں لہٰذا اس کے متعلق عرض ہے کہ

انجیل کی تعلیم میں سوائے چند اخلاقی باتوں کے اور رکھا ہی کیا ہے۔ شریعت کے احکام سے وہ بے نیاز ہے۔ اور شریعت کو تو پولوس صاحب نے اپنے دائرہ عمل سے خارج کر دیا ہوا ہے۔ آخر یوں نہ ہو "لعنت شریعت" اور "منت"۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے کوئی شخص بھی اب وہ ہنگ ہے نہ پینکڑی اور رنگ ہو گیا۔ آئیے مکمل آزادی یا در پدر آزادی شاید اسی کو کہتے ہیں۔ کوئی پابندی نہیں کوئی ذمہ داری نہیں مگر آپ اپنی زبان سے کہہ دیتے ہیں کہ پولوس نے شریعت کو منسوخ نہیں کیا۔ پتہ نہیں آپ کی ضمیر اس بات کی آپ کو کیسے اجازت دے دیتی ہے اور اس حقیقت کا کیسے انکار کر دیتی ہے۔ خیر یہ فطرت کی آواز ہے جو پولوس کی آواز کو دبانا چاہتی ہے یہ بڑی بات ہے ورنہ دوسرے عیسائی تو اسی بات کا سہارا لیتے ہیں کہ "شریعت موسیٰ یا مرنت آئی اور فضل مسیح کی معرفت" اور کہہ دیتے ہیں کہ ہم موسیٰ کی شریعت کے ماتحت نہیں۔ نہ ہے بانس نہ بجے بانسری۔

خیر آپ چونکہ انجیل سے چمٹے ہوئے ہیں آج کی قسط میں اسی کا جائزہ لیتا ہوں۔ آپ نہیں دکھاتے تو میں ہی آپ کو دکھا دیتا ہوں سو واضح ہو کہ انسانی زندگی کے یہ بھی دو پہلو ہیں۔ بدلہ لینا اور درگذر کرنا ان میں سے وہی پہلو مقدم ہو گا جو اصلاح کیلئے ضروری ہو گا۔ نہ ہر وقت اندھا دھند معاف کرنا مفید ہے نہ ہر وقت بدلہ لینا۔ انجیل نے ان دونوں پہلوؤں میں سے ہر حال میں درگذر کے پہلو کو مقدم رکھا ہے۔ اور دوسرے پہلو کو ترک کر دیا ہے۔ اور یہی اس کا سب سے بڑا نقص ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ انجیل کی اس تعلیم پر کبھی عمل نہیں کیا جاتا۔ دراصل وہ یہود کے اس وقت کے حالات کے لئے وقتی طور پر ہدایت تھی۔ عیسائیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں۔ اب اس کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ میں کہنا چاہتا ہوں۔ کہ ہر حال میں اس پر عمل ناممکن ہے بلکہ یہ دنیا میں فساد و خرابی و فتنہ و بدامنی کا موجب ہو سکتی ہے

آسمانی تعلیم کو گانا تھا۔ جو ہے ہی چلایا جایا تھا۔ ان کو اس میں کس قدر کامیابی ہوئی یہ آپ کے بھی سامنے ہے۔ یہ بات دیکھی ہے کہ اگر اس پر عمل ہوتا تو اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہر بات اپنے موقع پر ہی مفید ہو سکتی ہے۔ جہاں موقع اس کے خلاف ہو گا اس پر عمل نقصان دہ ہو گا۔ اور وہی نقصان ہے جسے مدنظر رکھ کر کوئی عیسائی بھی اس پر عمل نہیں کرتا۔ دوسرے کے دھوکا دینے کوئی عمل کر کے دکھائے یہاں لعنت والا بات بحالت مجبوری اس پر عمل کرنا پڑا۔ اپنا رد قربانی کا مسئلہ بے شک درست ہے اس پر جس کا جی چاہے دل بھر کر عمل کرے مگر ساری دنیا کے لوگ اس رنگ میں اس پر عمل نہیں کر سکتے جس رنگ میں انجیل کہتی ہے ورنہ ہمیں کوئی عمل کر کے دکھائے حضرت مسیح نے خود کب اس پر عمل کر کے دکھایا۔ نرمی۔ حلم۔ بردباری ایثار و قربانی سب کچھ اپنی اپنی جگہ اور موقع محل کی مناسبت سے ہی مفید ہوتے ہیں نہ کہ ہر جگہ اور ہر زمان کے لئے ہر موقع پر۔ اگر آپ ہاں کریں تو پھر ہم آپ کو اس پر عمل کرتے ہوئے دیکھنا چاہتے ہیں مگر آپ کے لئے یہی بہتر ہے کہ بغیر شریعت لعنت میں فضل کے طالب رہیں ورنہ جان جو کھوں میں پڑ جائے گی۔ حضرت مسیح نے فرمایا اے گنہگار لوگو میرے پاس آؤ میں تمہارے بوجھ اٹھا لوں گا تمہارا بوجھ ہلکا کر دوں گا اور جب وہ آئے اور رنت ان کے طالب ہوئے تاکہ صداقت معلوم کریں تو ان کو گالیاں دیں۔ تو غصہ سے بھرے ہوئے تھے۔ نشان دکھانے کی بجائے ٹیکٹ و تبر سناتے ہیں "اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ" کے الفاظ سے ان کو دھکے دیکر جہنم میں گرا دیا۔ اور وہ گرتے گرتے ان کو بھی جہنم ہی میں لے گرے (نعوذ باللہ من ذالک)

اب ہم چند نمونے انجیلی و قرآنی تعلیم کے دیکر ان کا موازنہ کر کے دکھاتا ہوں تا آپ جیسے حضرات جو تاحال شریعت کے برائے نام قائل ہیں موازنہ کر کے دیکھیں کہ ان کی انجیل کی تعلیم کی کیا حیثیت ہے اور وہ کس حد تک انسانی اصلاح کے میدان میں چلنے کے قابل ہے۔

عزیز والا صاحب گاڑی کے دو پہیوں میں سے ایک کو نکال کر اور دوسرے کو ترک کر کے کبھی گاڑی نکل نہیں کہا سکتی اور نہ وہ اپنا مقصد پورا کر سکتی ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے قرآن کریم اور انجیل کا جو موازنہ اپنی کتاب کشتی نوح میں کر کے دکھایا ہے اسے ہم اختصار کے ساتھ دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہے:

(۱) قرآن کریم آپ کو انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ صرف بدنظری اور شہوت و بدی خواہش کے خیال سے نامحرم عورتوں کو مت دیکھیں رکتا: (۲) اور بجز اس کے دیکھنا روا ہے بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ دیکھو نہ بدنظری سے نہ نیک نظری سے کہ یہ سب ٹھوکر کی جگہ ہے بلکہ چاہیئے کہ نامحرم کے مقابلہ کے وقت نظر خوابیدہ رہے اور اس کی صورت کی کچھ بھی خبر نہ ہو مگر ایسی نظر جیسا کہ ایک دھندلی نظر سے ابتدا نزول الماء میں انسان دیکھتا ہے قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم۔ (سورہ نور ۳۱-۳۲)

(۲) قرآن کریم انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اتنی شراب مت پیو کہ مست ہو جاؤ۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ ہرگز نہ پیو ورنہ خدا کی راہ نہ ملے گی۔ اور خدا تم سے کلام نہیں کرے گا اور نہ پلیدیوں سے پاک کرے گا۔ اور وہ کہتا ہے کہ یہ شیطان کی ایجاد ہے اس سے بچو اس کا فائدہ نقصان۔ سو یہ کم ہے اثمهما اکبر من نفعهما۔ شراب اور جوئے کا نقصان نفع سے زیادہ ہے۔

(البقرہ ۲۱۹)

(۳) قرآن کریم انجیل کی طرح فقط یہ نہیں کہتا کہ اپنے بھائی پر بے سبب غصہ مت ہو (متی ۵: ۲۲) بلکہ وہ کہتا ہے کہ نہ صرف اپنے ہی غصہ کو تھام بلکہ تواصوا بالمرحمة پر بھی عمل کرو اور دوسروں کو بھی کہتے رہو کہ وہ ایسا کریں اور نہ صرف خود ہی رحم کرو بلکہ رحم کے لئے اپنے تمام بھائیوں کو وصیت اور تاکید نصیحت بھی ہمیشہ کرتے رہو۔

(۴) قرآن کریم انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ بجز زنا کے اپنی بیوی کو ہر ایک ناپاکی پر صبر کرو اور طلاق مت دو۔ (متی ۵: ۳۲) بلکہ وہ کہتا ہے کہ الطیبات للطیبین۔ قرآن کریم کا منشاء یہ ہے کہ ناپاک اور پاک ساتھ نہیں رہ سکتا کہ وہ اسے بھی خراب نہ کرے پس اگر کسی کی بیوی زنا تو نہیں کرتی مگر شہوت کی نظر سے غیر لوگوں کو دیکھتی اور ان سے بغلگیر ہوتی ہے اور زنا کے مقدمات اس سے صادر ہوتے ہیں گو ابھی تکمیل نہ ہوا ہو اور غیر کو اپنا بدن دکھلاتی ہے اور منفرد ہو

اور جس خدا نے پاک، پر تم ایمان رکھتے ہو اس سے وہ بیزار ہے تو اگر وہ باز نہ آئے تو اسے طلاق دے سکتے ہو۔ کیونکہ وہ اپنے اعمال کی رو سے خود علیحدہ ہو گئی ہے۔ اب وہ تمہارے جسم کا ٹکڑا نہیں رہی بس اب جائز نہیں کہ دیوثی سے اس کے ساتھ زندگی بسر کی جائے وہ ایک گندہ اور متعفن عضو ہے جو کاٹنے کے لائق ہے ایسا نہ ہو کہ وہ باقی عضو کو بھی گندہ کر دے اور وہ بھی سڑ جائے اور تباہی و موت کا باعث بنے۔

(۵) قرآن کریم انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہر ایک جگہ شریر و ظالم کا مقابلہ نہ کیا جائے (متی ۵: ۳۹) بلکہ وہ کہتا ہے کہ جزاء سیئة سیئة مثلها فمن عفا و اصلح فاجره على الله۔ یعنی تکلیف کا بدلہ اسی قدر ہے جس قدر تکلیف دی گئی ہے لیکن جو شخص عفو و درگذر و معافی سے کام لیتا ہے اور قصور معاف کر دیتا ہے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہے نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اسے اس کا بدلہ خود دے گا۔ پس قرآن کریم کی رو سے نہ ہر جگہ انتقام اچھا ہے نہ مطلق ہر عفو قابل تعریف و ستائش ہے بلکہ محل شناسی کرنی چاہیئے اور چاہیئے کہ انتقام اور عفو کی صفت بپابندی محل اور مصلحت ہو نہ کہ کلیتاً بے قید ہو کہ۔ قرآن کریم نے نیک اعمال کے ساتھ صالحات کی قید لگا کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ ان میں محل و موقع [illegible] و حالات اور حکمت کا پیش نظر رکھنا ضروری ہے ورنہ وہ اعمال ہرگز صالحات میں شمار نہیں ہوں گے۔

(۶) قرآن کریم انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ اپنے دشمنوں کو پیار کرو اور ان سے محبت رکھو (متی ۵: ۴۴) بلکہ وہ کہتا ہے کہ چاہیئے کہ نفسانی رنگ میں کوئی انسان بھی تمہارا دشمن نہ ہو اور تمہاری ہمدردی ہر ایک کے لئے عام ہو۔ مگر جو تمہارے خدا کا دشمن ہے اور تمہارے رسول کا دشمن ہے اور کتاب اللہ [illegible] کا دشمن ہے وہی تمہارا دشمن ہے سو تم ایسے لوگوں کو بھی دعوت [illegible] دو [illegible] سے تم دم نہ رکھو۔ اور چاہیئے کہ تم ان کے اعمال سے دشمنی رکھو نہ کہ ان کی ذات سے۔ اور کوشش کرو کہ وہ تمہارے سے درست ہو جائیں۔ اور [illegible] فرماتا ہے ان اللہ یامرکم بالعدل و الاحسان وایتاء ذی القربی وینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی [illegible] یعنی خدا تعالیٰ تم سے کیا چاہتا ہے بس یہی کہ تم تمام بنی نوع انسان سے عدل کے ساتھ پیش آیا کرو۔ پھر اس سے بڑھ کر یہ ہے کہ ان سے بھی نیکی کرو جنہوں نے تم سے کوئی نیکی نہیں کی۔ پھر اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ تم مخلوق خدا سے ایسی ہمدردی کے ساتھ پیش آؤ کہ گویا تم ان کے حقیقی رشتہ دار ہو۔ گویا طبعی جوش سے ان کے ساتھ نیکی کرو جس میں خود نمائی و ریاکاری نہ ہو۔

یہ آیت نہ صرف مخلوق کے متعلق ہے بلکہ خدا تعالیٰ کے متعلق بھی ہے خدا سے عدل یہ ہے کہ اس کی نعمتوں کو یاد کر کے اس کی فرمانبرداری کرو اور خدا تعالیٰ سے احسان یہ ہے کہ اس کی ذات پر ایسا یقین کرو کہ گویا اس کو دیکھ رہے ہو۔ اور خدا کے لئے ایتاء یہ ہے کہ اس کی عبادت نہ تو بہشت کی طمع سے کرو اور نہ دوزخ کے خوف سے بلکہ ان سے بالا ہو کر ذاتی محبت اطاعت ہی ذریعہ نہ آوے

(۷) قرآن کریم بقول تمہارے انجیل کی طرح یہ نہیں کہتا کہ ہرگز قسم نہ کھاؤ (متی ۵: ۳۴۔ ۳۹) بلکہ وہ بیہودہ قسموں سے روکتا ہے کیونکہ بعض صورتوں میں قسم فیصلہ کے لئے ایک ضروری ذریعہ ہے اور خدا کسی ذریعہ ثبوت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا کیونکہ اس سے اس کی حکمت تلف و باطل ہوتی ہے۔ یہ طبعی امر ہے کہ جب کوئی انسان ایک متنازعہ امر میں گواہی نہ دے یا ثبوت نہ ملے تب فیصلہ کے لئے خدائی گواہی کی ضرورت ہے اور قسم خدا کو گواہ ٹھہرانا ہے۔

(۸) انجیل میں لکھا ہے کہ جو لوگ تم پر لعنت کریں ان کے لئے برکت چاہو مگر قرآن کریم کہتا ہے کہ تم اپنی خودی سے کچھ بھی نہ کرو۔ تم اپنے دل سے جو خدا تعالیٰ کی تجلیات کا گھر ہے فتویٰ پوچھو کہ ایسے شخص کے ساتھ کیا معاملہ چاہیئے پس اگر خدا تعالیٰ نے تمہارے دل میں ڈالا ہے کہ یہ لعنت کرنے والا قابل رحم ہے اور آسمان میں اس پر لعنت نہیں تو تم بھی لعنت نہ کرو تا خدا کے مخالف نہ ٹھہرو۔ لیکن اگر تمہارا کانشنس اس کو معذور نہیں ٹھہراتا اور تمہارے دل میں ڈالا گیا ہے کہ آسمان پر اس شخص پر لعنت ہے تو تم اس کے لئے برکت نہ چاہو جیسا کہ شیطان کے لئے کسی نبی نے برکت نہیں چاہی اور کسی نبی نے اس کو لعنت سے آزاد نہیں کیا۔ مگر کسی کی نسبت لعنت میں جلدی نہ کرو کہ بہتیری بدظنیاں و بہتیری لعنتیں اپنے پر ہی پڑتی ہیں سنبھل کر قدم رکھو اور خوب پڑتال کر کے کام کرو اور خدا سے مدد مانگو کیونکہ تم اندھے ہو۔ ایسا نہ ہو کہ عادل کو ظالم ٹھہراؤ اور صادق کو کاذب خیال کر لو۔ اس طرح تم اپنے خدا کو ناراض کرو اور تمہارے سب نیک اعمال حبط ہو جائیں اور تمہیں پتہ بھی نہ لگے

(۹) ایسا ہی انجیل میں کہا گیا ہے کہ تم اپنے نیک کاموں کو لوگوں کے سامنے دکھانے کے لئے نہ کرو (متی ۶: ۱) مگر قرآن کریم کہتا ہے کہ تم ایسا مت کرو کہ اپنے سارے کام لوگوں سے چھپاؤ۔ بلکہ تم حسب مصلحت اپنے بعض نیک اعمال پوشیدہ طور پر بجا لاؤ۔ جبکہ تم دیکھو کہ ان کو پوشیدہ کرنا تمہارے نفس کے لئے بہتر ہے اور بعض اعمال دکھا کر بھی کرو جبکہ تم دیکھو کہ دکھانے میں عام لوگوں کی بھلائی ہے تا انہیں دو جزا ملیں اور تا کمزور لوگ جو ایک نیکی کے کام پر جرات نہیں کر سکتے وہ بھی تمہیں دیکھ کر تمہاری پیروی سے اس نیک کام کو کر لیں۔ غرض خدا تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں فرمایا سراً و علانیۃ یعنی پوشیدہ بھی خیرات کرو اور دکھلا کر بھی۔ ان احکام کی حکمت بھی اس نے خود ہی فرما دی ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ [illegible] ایک جگہ قول اللہ نہیں کرتا بلکہ اکثر جگہ نمونہ کا ثابت اثر ہوتا ہے۔

(۱۰) ایسا ہی انجیل میں ہے کہ جب تو دعا مانگے۔ تو اپنی کوٹھڑی میں جا (متی ۶: ۵) مگر قرآن کریم سکھاتا ہے کہ اپنی دعا کو ہر ایک موقع پر پوشیدہ مت کرو۔ بلکہ تم لوگوں کے روبرو اپنے بھائیوں کے مجمع کے ساتھ بھی کھلی کھلی دعا کرو تا اگر کوئی دعا منظور ہو تو اس مجمع کے لئے ایمان کی ترقی کا موجب ہو اور تا دوسرے لوگ بھی دعا میں رغبت اور اس کے عادی ہو جائیں۔

(۱۱) ایسا ہی انجیل میں ہے کہ تم اس طرح دعا کرو کہ اے ہمارے باپ کہ جو آسمان پر ہے تیرے نام کی تقدیس ہو تیری بادشاہت آوے تیری مرضی جیسی آسمان پر ہے زمین پر آوے ہماری روزانہ روٹی آج ہمیں بخش اور جس طرح ہم اپنے قرضداروں کو بخشتے ہیں تو اپنے قرض کو ہمیں بخش دے اور ہمیں آزمائش میں نہ ڈال بلکہ برائی سے بچا کیونکہ بادشاہت اور قدرت اور جلال ہمیشہ تیرے ہی ہیں (متی ۶: ۱۳) و (متی ۹: ۱۱)

مگر قرآن کریم کہتا ہے کہ یہ نہیں کہ زمین تیری تقدیس سے خالی ہے بلکہ زمین پر بھی خدا کی تقدیس ہو رہی ہے نہ صرف آسمان پر جیسا کہ وہ فرماتا ہے وان من شیء الا یسبح بحمدہ اور یسبح للہ ما فی السموت وما فی الارض یعنی زمین و آسمان کا ذرہ ذرہ خدا تعالیٰ کی تحمید اور تقدیس کر رہا ہے کیا جمادات اور کیا حیوانات اور کیا فرشتے اور بہت سے راستباز انسان۔ کوئی نہیں جو اس کی تحمید و تسبیح میں مشغول نہ ہو۔ اور اس کے قانون کی اطاعت اور اس کے آگے سر تسلیم خم کر رہے ہوں بلکہ طرح طرح کے شگوفوں اور بوٹیوں سے فضا [illegible] کر رہی ہے سب خدا کو جانتے پہچانتے ہیں اور اس کی اطاعت میں طوعاً و کرھاً لگے ہوئے ہیں۔ ایسا ہی نور اور ظلمت اور ایسا ہی ہدایت و ضلالت کا دور بھی دن رات کے دور کی طرح خدا تعالیٰ کے قانون اور اذن کے موافق چل رہا ہے نہ کہ خود بخود۔ مگر انجیل کہتی ہے کہ زمین خدا کی تقدیس سے خالی ہے۔ اس کا سبب اس انجیلی دعا کے اگلے فقرہ میں بطور اشارہ بیان کیا گیا ہے کہ ابھی اس زمین میں خدا کی بادشاہت نہیں آئی۔ اسلئے حکومت نہ ہونے کی وجہ سے نہ کسی اور وجہ سے خدا کی مرضی جیسے اوپر ہے زمین پر نافذ نہیں ہو سکی جیسا کہ آسمان پر نافذ ہے مگر قرآن کریم کی تعلیم نے آکر اس کی اصلاح کر دی .... غرضیکہ سورۃ فاتحہ میں قرآن کریم نے ابتداء ہی میں اس کے سلسلہ ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت اور جزاء و سزا و مجازات کا سلسلہ جاری فرمایا ہے۔ سورۃ فاتحہ کی دعا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم انجیل کی دعا سے بالکل نقیض ہے یہ بتاتی ہے کہ زمین پر بھی خدا کی بادشاہت موجود ہے اسی لئے سورۃ فاتحہ میں تمام لوازمات بادشاہت کا ذکر کیا گیا ہے یعنی ربوبیت و رحمانیت و رحیمیت و جزاء و سزا پر قدرت و تصرف تام۔ اور بقول انجیل جس کی بادشاہت ابھی تک زمین پر نہیں آئی وہ روٹی کیونکر دے سکتا ہے اور قرض کیسے معاف کر سکتا ہے اس سے دعائیں مانگنا بھی لاحاصل ہے کیونکہ وہ تو ابھی تک اس سے بے دخل ہے اور اسے کسی چیز پر اقتدار حاصل نہیں۔

پھر انسان کی صرف جسمانی بھوک ہی نہیں بلکہ انسانی فطرت کو ازل سے جو بھوک استعداد و پیاس لگا دی گئی [illegible] اس کے لئے بھی تو دعا کی ضرورت تھی جو انجیل میں مفقود ہے وہ قرآن کریم نے آکر پیش کر دی جو تمام دینی و دنیوی پیاسوں کا علاج ہے وہ انجیل میں تو مفقود ہے مگر قرآن کریم نے بتایا ہے کہ اس کا فضل یعنی تم پر ہر آن جاری و ساری ہے

(۱۲) اور انجیلوں میں حلیموں و غریبوں و رحمدلوں اور مسکینوں کی بھی تعریف کی گئی۔ اور ان کی بھی جو دوسروں کا مقابلہ نہیں کرتے (متی ۵: ۱ تا ۷) مگر قرآن کریم صرف یہی نہیں کہتا کہ تم ہر وقت مسکین بنے رہو۔ اور شر کا مقابلہ نہ کرو۔ بلکہ وہ کہتا ہے کہ حلم مسکینی اور غربت اور ترک مقابلہ اچھا ہے لیکن اگر بے محل استعمال کیا جائے تو برا ہے پس تم محل اور موقع کو دیکھ کر ہر ایک نیکی کرو۔ کیونکہ وہ نیکی بدی بن جاتی ہے جو محل اور موقع کے خلاف ہو۔ جیسے بارش مفید ہے مگر بے موقع وہی تباہی مچا دیتی ہے۔ صحت کے لئے سرد غذا یا گرم غذا کی مداومت مضر ہے بلکہ صحت تبھی قائم رہے گی جبکہ موقع محل کے مطابق کھانے پینے کی چیزوں میں تبدیلی ہوتی رہے پس درشتی اور نرمی اور عفو اور انتقام اور دعا و بددعا اور دوسرے اخلاق میں

جو مصلحت وقت ہے، وہ بھی اسی تبدیلی کو چاہتا ہے۔ اعلیٰ درجہ کے حلیم اور خلیق بنو اور نیز بے محل بے موقعہ ادر بے شی یاد رکھنے والی ضروری بات ہے کہ سچے اخلاق صرف اپنی کوشش سے پیدا نہیں ہوتے بلکہ حقیقی اخلاق فاضلہ جنکے ساتھ نفسانی اغراض کی کوئی آمیزش نہ ہو وہ اوپر سے بذریعہ روح القدس آتے ہیں۔ اور ہر ایک جو اپنی شیخی سے بذریعہ روح القدس اخلاق فاضلہ کا حصہ نہیں پاتا وہ اخلاق کے دعویٰ پر جھوٹا ہے۔ پاک اخلاق راستبازوں کا معجزہ ہے۔ خدا سے پاک ہونا اور رابطہ کے ذریعہ سے اور غصّہ ہنسی کینہ وری کندہ نہرانی اپیچ جھوٹ فریب مکاری بدنظری بدکاری بد خیالی دنیاپرستی مادہ پرستی تکبر غرور نخوت خود پسندی شرارت کج بحثی کو ترک کرنے سے سب کچھ آسمان سے ملتا ہے۔ اور روح القدس کی مدد دنا ہیں آتی ہے۔ علاوہ تو درحقیقت ایک ہی ہے کہ روح القدس جو خاص خدا کے ہاتھ سے آتا ہے۔ وہ انسان کا منہ نیکی اور راستبازی کی طرف پھیر دے اور انسان ابناء السماء بنے نہ ابناء الارض یہ ہے قرآنی تعلیم اور ایسی حالت جبکہ خالص جان توڑ دی کے بعد روحانی ہوتی ہے جس میں انسان نیکی ماند ہو اور اسی لئے یہ دعا سورۃ فاتحہ کی سکھلا کر روزمرہ کی کئی دقعت دلاہیں خدا کے حضور توجہ عبادت و اذکار ادا کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔

یہ ایک درجن مثالیں حضرت اقدس نے بطور نمونہ دی ہیں۔ امید ہے آپ توجہ اور غور سے ان کا مطالعہ فرمائیں گے۔ ورنہ قرآن کریم کے جس مقام کو بھی آپ اٹھا کر بائیبل کے کسی مقام سے مقابلہ و موازنہ کرکے دیکھیں گے تو آپ کو آسانی معلوم ہو جائے گا کہ قرآنی تعلیم نے کسی نہ کسی رنگ میں سابقہ تعلیموں کی اصلاح کر دی یا ان پر اضافہ کر کے یا ان میں رد و بدل کر کے موقع و ضرورت کے مطابق اعلیٰ تعلیم پیش کی ہے۔ اور وہ ہر لحاظ سے کامل و مکمل و جامع و عالمگیر ہے۔ اور اس کے مقابلہ میں اور کوئی بھی دوسری تعلیم نہ کامل ہے نہ جامع نہ عالمگیر ہے بلکہ عارضی وقتی و مختص الزمان و المکان و القوم و المقام ہے جس کی وجہ سے وہ ناقص ہے ضرورت انسانی کو پورا نہیں کرتی عہد نامہ جدید میں انبیاء کی تعلیم کا خلاصہ یہ بتایا ہے کہ

خدا وند اپنے خدا سے اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے محبت رکھ بڑا اور پہلا حکم یہی ہے۔ اور دوسرا اسکی مانند یہ ہے کہ اپنے پڑوسی سے اپنے برابر محبت رکھ انہی دو حکموں پر تمام تورات اور انبیاء کے صحیفوں کا مدار ہے۔

(متی ب ۲۲ آیت ۳۶ تا ۴۰۔)

مگر قرآن کریم نے اس سے بڑھ کر تعلیم دی ہے۔ عہد نامہ جدید نے خدا کے بعد صرف پڑوسی کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ اس سے مقدم والدین اور قریبی رشتہ دار ہیں اور پھر پڑوسی کے بعد اور لوگ بھی ہیں۔ جن سے سلوک و محبت کی جانی چاہیئے تبھی تمام سوسائٹی پر نیک اثر بھی پڑے گا اور سوسائٹی میں عالمگیر محبت و اخوت پیدا ہو کر حقیقی امن و امان و سلامتی پیدا ہو سکتی ہے نہ کہ صرف پڑوسی سے محبت کرنے سے اس لئے قرآن کریم نے حکم دیا

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ
شیئًا وبالوالدین احسانا و
بذی القربیٰ والیتامیٰ والمساکین
والجار ذی القربیٰ والجار الجنب
والصاحب بالجنب وابن
السبیل وما ملکت ایمانکم
ان اللہ لا یحب من کان
مختالا فخورا (نساء ع ۶)

کہ تم اللہ کی کامل اطاعت کرو اس سے محبت کرو اسی پر توکل کرو اس سے امید رکھو اس سے خوف کھاؤ اس کے آگے تذلل و انکسار کرو اس کی کامل تعظیم کرو غرضیکہ پورے طور پر اس کی عبادت بجا لاکر اسی کے رنگ میں رنگین ہو جاؤ اور کسی چیز کو اسکے برابر نہ قرار دو نہ صفات میں نہ افعال میں اور والدین کے ساتھ احسان کرو نیز رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور اسی طرح رشتہ دار ہمسایوں اور بے تعلق ہمسایوں اور اپنے پہلو میں بیٹھنے والے لوگوں اور مسافروں و مہمانوں اور جن کے تم مالک ہو ان کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرو۔ اور جو متکبر اور اترانے والے ہوں اور ان باتوں کی پرواہ نہ کریں انہیں اللہ ہرگز پسند نہیں کرتا اور نہ ان سے محبت کرتا ہے۔ اور پھر جو چیزیں ان احکام کے رستہ میں کوتاہی کا باعث بن سکتی ہیں۔ ان کا بھی ذکر کرکے شوق و ذوق پیدا کرنے کے لئے فرمایا

الذین یبخلون ویامرون
الناس بالبخل ویکتمون ما اتٰھم
اللہ من فضلہ واعتدنا للکٰفرین
عذابا مھینا والذین ینفقون اموالھم
رئاء الناس ولا یؤمنون باللہ ولا
بالیوم الاخر ومن یکن الشیطٰن لہ
قرینا فساء قرینا وماذا علیھم لو اٰمنوا
باللہ والیوم الاخر وانفقوا مما رزقھم
اللہ وکان اللہ بھم علیما۔

(البقرہ ۳۸ تا ۴۰)

لیکن جامع تعلیم یہ ہے کہ سوانح اور پھر معرکات وغیرہ امور کا ذکر کرکے ان احکام پر عمل کرنے کے لئے بہترین رنگ میں تلقین فرمائی ہے۔ اور جملہ ضروری امور تو ترکیب وار ایک ہی جگہ جمع کر دیا ہے ایسی کامل و جامع تعلیم اور نیز ہر عمل کا سبب حکم و اغراض وغیرہ صدر ترتیب رنگ میں ان کا نہایت احسن پیرایہ میں نقشہ و نگارستہ پیش کر دوں سابقہ تعلیموں کو ایک تنبیدی ہے۔

ممکن ہے کہ آپ قرآن کریم کے متعلق یہ فرمائیں کہ اس میں بھی بعض ضروری باتیں نہیں پائی جاتیں اور اسوجہ سے وہ احادیث و اجماع قیاس و اجتہاد وغیرہ کا محتاج ہے۔ مگر یہ بات یاد رہے کہ اگر اس پہلو سے دیکھا جائے تو کبھی بھی کوئی کتاب کامل نہیں ہو سکتی اصولی تعلیم اور تفصیل کے ساتھ جزئیات اور جزئیات کا بیان کسی ایک کتاب میں جمع کیا جانا ناممکن ہے بلکہ قرآن کریم نے اصولی طور پر جو تفصیلی تعلیم دی ہے وہ اپنی جگہ کامل و مکمل و عالمگیر و دائمی ہے نیز قرآن کریم نے ان حالات کے متعلق جو وقتاً فوقتاً پیدا ہو سکتے ہیں انسان کو آزادی دی ہے۔ کہ قرآن کریم کی تعلیم کے بعد ان کے بارہ میں قرآنی ہدایات و اصول کے ماتحت، خود فیصلہ کر لیں یہ بات انسانی دماغ کی آزادی و ترقی کے لئے پیش آمدہ حالات میں مشکلات سے بچنے کے لئے ضروری بھی تھی اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں بتایا ہے کہ ہم نے بعض باتوں کو عمدًا بیان نہیں کیا اور ان کے بارہ میں فیصلہ تم پر چھوڑ دیا ہے۔ کہ حسب حالات آمدہ خود فیصلہ کر لیا کرو فرماتا ہے

یاایھا الذین اٰمنوا لا تسئلوا عن اشیاء
ان تبد لکم تسؤکم وان تسئلوا عنھا حین
ینزل القراٰن تبد لکم عفا اللہ عنھا واللہ غفور
حلیم (مائدہ ع ۱۴)

پس خدا نے بعض امور کو بیان کر کے تم پر چھوڑ دیا ہے کہ ان کے بارہ میں آزاد ہو کوئی مناسب فیصلہ کر لو ورنہ اگر آئندہ بھی تعلیم کی تبدیلی کی گنجائش رکھی جاتی تو پھر معاشرہ میں وہ اتحاد و یگانگت پیدا ہونی ممکن نہ تھا جو خدا تعالےٰ ایک ہی تعلیم کے ذریعہ پیدا کرنا چاہتا تھا

پس خدا کی حکمت کاملہ نے تعلیم تو ایک ہی رہنے دی البتہ آئندہ حالات کے ماتحت پیش آمدہ ضروریات کا حل وہ اسی تعلیم کے اصولی ذریعہ سے نکالتا چلا جاتا ہے اور اس طرح اتحاد کے عظیم الشان مقصد کو نقصان نہ لگے بلکہ ایک مرکز ایک تعلیم ایک قانون کے قیام کے ساتھ دنیا میں اتحاد کا مقصد قریب سے قریب تر ہوتا چلا جائے

غرض قرآن کریم نے اسے کسی بھی پہلو سے ناقص نہیں رہنے دیا اور انسانی زندگی کا کوئی بھی شعبہ نہیں جس کے متعلق اس نے تمام رہنے والی تعلیم نہ دی ہو

پادری برکت اللہ صاحب نے آپ کے انجیلی اور رب کے قرآنی تصورات کا موازنہ کرکے انجیلی تصور کو ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اسکی حقیقت کسی اگلی قسط میں دکھائی جائے گی (انشاء اللہ)

عید الفطر کے مبارک و پُر مسرت موقعہ پر

درویشان قادیان کے نام تہنیت عید پر مشتمل برقی پیغامات

حسب دستور سابق عید الفطر کے موقعہ پر جہاں حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور محترم حضرت ناظر صاحب خدمت درویشاں کی جانب سے درویشانِ قادیان کے نام تہنیت عید پر مشتمل برقی پیغامات موصول ہوئے وہاں حسب ذیل احباب نے بھی اپنے درویش بھائیوں کے تئیں برقی پیغامات کے ذریعہ نیک خواہشات کا اظہار فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو ان کی نیک جزا عطا فرمائے۔ آمین

ایڈیٹر بدر

(۱) مکرم اسلام صاحب رنگون
(۲) " رفیق احمد صاحب ربوہ
(۳) " محمد صدیق صاحب ثاقب ڈوڈہ (کشمیر)
(۴) " عبد السمیع صاحب ڈھاکہ

ذوالقرنین

از مکرم شیخ عبدالقادر صاحب
رستم پارک نواں کوٹ لاہور

آج سے اڑھائی ہزار سال قبل سرزمین ایران سے ایک عظیم الشان انسان ابھرا اور یکایک منظر عالم پر چھا گیا اس کا نام خورس (سائرس) تھا۔ خورس نے سب سے پہلے کام تو یہ کیا کہ فارس اور میڈیا کی متحارب ریاستوں کو ایک تاج کے نیچے جمع کر دیا۔ اس موقعہ پر اس عہد کے سنگ تراشوں نے ایک نادر مجسمہ تیار کیا جس میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ اس مجسمہ میں خورس کے چار عقابی پر دکھائے گئے ہیں اور سر پر دو سینگ ہیں اور ان سینگوں پر تاج ہے خورس اپنا ہاتھ بلند کر کے ایک فرمان پڑھ رہا ہے۔ اس فرمان کا طومار اس کے ہاتھ میں کھلا ہوا نظر آتا ہے خورس کی شکل نہایت خوبصورت آریہ خدوخال کو ظاہر کرتی ہے۔ چھوٹی سی ریش اور کندھوں تک بال ہیں یوں معلوم ہوتا ہے۔ جیسے کوئی فرشتہ آسمان سے اتر کر زمین پر ایک قدم آگے بڑھا کر کھڑا ہے۔

دانیال نبی کے کشف میں اس بادشاہ کو "دو سینگوں والا مینڈھا" کہا گیا ہے

یسعیاہ نبی کے صحیفہ میں اس نیک دل بادشاہ کو خدا کے "مسیح" کا خطاب دیا گیا

خداوند اپنے مسیح خورس کو یوں فرماتا ہے

"اے خورس تو میرا چرواہا ہے"

قرآن حکیم نے اس انقلابی شخصیت کا نام "ذوالقرنین" رکھا ہے جس کے معنی ہیں دو سینگوں والا اور اس کی مشرقی اور مغربی فتوحات کا ذکر ہے۔ سدِّ یاجوج ماجوج اسی بادشاہ نے بنوائی یہ بادشاہ اپنے زمانہ کی آہنی طاغوتی طاقتوں سے لڑتا ہوا شہید ہو گیا۔ اس کے فنون نے زمین پر جو نقوش بنائے ان کو اجاگر کرنے کے لئے شہنشاہ ایران محمد رضا شاہ پہلوی نے اس کی قبر پر جا کر کہا۔

"اے سائرس میں ایران کے بادشاہ کی حیثیت سے ایک ایسے دور میں تیری قائم کردہ سلطنت کی ڈھائی ہزارویں سالگرہ کے موقعہ پر تجھے مبارکباد دیتا ہوں جو تاریخ عالم میں بے پناہ اہمیت رکھتا ہے تیری قائم کردہ سلطنت کے عوام تجھے اس مرحلہ پر پرجوش خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ اور تیری یاد کبھی فراموش نہ کرنے کا عہد کرتے ہیں ہم تجھے اس حقیقت سے آگاہ کرتے ہیں کہ آج اڑھائی سال بعد بھی تیری سلطنت کی عظمت اور شان و شوکت کو اسی طرح ہم نے قائم کر رکھا ہے۔ جیسے تیرے زمانہ میں تھی ہم تیری سلامتی کی دعا کرتے ہیں اور تیری امانت کی حفاظت کا عہد کرتے ہیں۔ ہم تیری آخری آرامگاہ کے سامنے اس بات کا حلف بھی اٹھاتے ہیں۔ کہ ہمیشہ انسانیت اور ان انسانی حقوق کا احترام کرتے رہیں گے۔ جن کی بنیادوں پر تو نے اس عظیم سلطنت کی عمارت کھڑی کی ہے۔

ہم قسم اٹھاتے ہیں کہ تیری طرح دوستی اور حق و انصاف کا پیغام پوری دنیا کو بار بار پہنچاتے رہیں گے۔

(مشرق ۲۰ر اکتوبر ۷۱ء)

آج بھی دنیا طاغوتی طاقتوں میں گھری ہوئی ہے۔ ایسے میں مشرق و مغرب کو ایک رنگ میں پرونے والے کسی روحانی خسرو کے زمان کی ضرورت ہے "دو سینگوں پر ایک مشترک تاج والے شہزادہ امن" کے استقبال کے لئے دنیا چشم براہ ہے بقول شاعر مشرق ؎

کھل گئے یاجوج اور ماجوج کے لشکر تمام
چشم مسلم دیکھ لے تفسیر حرف ینسلون

پھر کسی ذوالقرنین کو دنیا پکار رہی ہے

سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے ذوالقرنین کو الامام المہدی اور مسیح موعود کا نام دیا ہے اور فرمایا کہ فتنہ یاجوج ماجوج کا استیصال اس کے انفاس روحانیہ سے ہوگا۔ اس شہزادہ امن کو آسمان سے خسرو یعنی (خورس) کہا گیا۔

چو دور خسروی آغاز کردند
مسلمان را مسلمان باز کردند

خسرو وہی نام ہے جسے بنی اسرائیل نے خورس کہا یونانیوں نے سائرس ام الالسنہ عربی کے نظریہ کے مطابق اس کا مصدر کر ہے۔ جس میں چمکنے کا مفہوم شامل ہے۔ اور ایران میں گورش جیسی کے معنی پیدا کئے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد فرماتے ہیں:-

"اور یہی گورش ہے جس نے عربی میں خسرو شکل اختیار کی چنانچہ عرب مؤرخ اسے کیخسرو کے نام سے پکارتے ہیں (ترجمان القرآن)

دور خسروی سے مراد خورس کا عہد ہے۔ اس ذوالقرنین ثانی کا عہد ہے جسے خورس کی طرح خدا کا "مسیح" کہا گیا

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"دور خسروی سے مراد اس عاجز کا عہد دعوت ہے مگر اس جگہ دنیا کی بادشاہت مراد نہیں بلکہ آسمانی بادشاہت مراد ہے جو مجھ کو دی گئی۔"
(تجلیات الٰہیہ ص۱۰)

پھر فرماتے ہیں:-

"اس امت کے لئے ذوالقرنین میں ہوں۔ اور قرآن شریف میں مثالی طور پر میری نسبت پیشگوئی موجود ہے۔ مگر ان کے لئے جو فراست رکھتے ہیں۔"

ذوالقرنین ثانی کے متعلق فرمایا کہ اس کے لئے مقدر تھا کہ وہ آخری زمانہ میں مسیح موعود بن کر آئے سورۃ کہف سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ:-

"تمام سعید لوگوں کو ایک ایک مذہب پر یعنی اسلام پر جمع کر دے گا اور وہ مسیح کی ✿ آوازیں سنیں گے اور اس کی طرف دوڑیں گے تب ایک ہی چوپان اور ایک ہی گلہ ہوگا اور وہ دن بڑے سخت ہوں گے اور خدا ہیبت ناک نشانوں کے ساتھ اپنا چہرہ ظاہر کر دے گا۔ اور جو لوگ کفر پر اصرار کرتے ہیں۔ وہ اسی دنیا میں بباعث طرح طرح کی بلاؤں کے دوزخ کا منہ دیکھ لیں گے۔ خدا فرماتا ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کی آنکھیں میرے کلام سے پردہ میں تھیں۔ اور جن کے کان میرے حکم کو سن نہیں سکتے تھے کیا ان منکروں نے یہ گمان کیا تھا کہ یہ امر سہل ہے کہ عاجز بندوں کو خدا بنا دیا جائے اور میں معطل ہو جاؤں۔ اس لئے ہم ان کی ضیافت کے لئے اس دنیا میں جہنم کو نمودار کر دیں گے۔ یعنی بڑے بڑے ہولناک نشان ظاہر ہوں گے اور یہ سب نشان اس کے مسیح موعود کی سچائی پر گواہی دیں گے اس کریم کے فضل کو دیکھو کہ یہ انعامات اس مشت خاک پر ہیں جس کو مخالف کافر اور دجال کہتے ہیں۔

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۶)

ولادتیں

(۱) اللہ تعالیٰ نے مکرم محمد دین صاحب بٹ کارکن دفتر اخبار بدر کو اپنے فضل سے نو بچوں کے بعد مورخہ [illegible] نومبر کی درمیانی شب کو پانچواں لڑکا عطا فرمایا ہے جملہ احباب و بزرگان سلسلہ سے عزیز نومولود کے نیک صالح خادم دین بننے نیز عمر درازی کے لئے دعا کی درخواست ہے

(ایڈیٹر بدر)

(۲) عاجز کے لڑکے عزیز رفیق الدین احمد کو اللہ تعالیٰ نے ۲ر رمضان کو ایک لڑکا عطا فرمایا ہے الحمد للہ بچہ بہت کمزور ہے اور بیمار رہتا ہے بزرگان سلسلہ و درویشان کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز نومولود کو نیک صالح اور خادم دین بنائے اور اپنے خاندان کے لئے قرۃ العین بنائے نیز اچھی صحت کے ساتھ عمر دراز کرے

خاکسار سید جلال الدین احمد بھینسوری (اڑیسہ)

(۳) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کو ایک لڑکی کے بعد ایک لڑکا عطا فرمایا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے عزیز نومولود کا نام "امام اللہ" تجویز فرمایا ہے۔ عزیز نومولود کے نیک صالح و خادم دین ہونے اور خاندان و سلسلہ کے لئے بابرکت وجود بننے کے لئے نیز اپنے بھائی مبارک احمد و اہلیہ اور اہل و عیال کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہوں

خاکسار پی سی برکت اللہ کوڈالی کیرالہ اسٹیٹ

قرآنی تعلیمات کے فضائل ایک انگریز مصنف کی نظر میں

(مکرم شیخ نذیر احمد صاحب منیر سابق مبلغ بلاد عربیہ)

مشہور انگریز مصنف (V. GORDONCHILDE) کی ایک اہم کتاب (WHAT HAPPENED IN HISTORY) تاریخ کے واقعات انگلینڈ سے شائع ہوئی ہے۔ یہ کتاب تاریخ عالم کا خلاصہ ہے۔ مذہبی تحریکات اور مذاہب عالم پر بھی تبصرہ ہے یہودیت اور عیسائیت کا جہاں ذکر کیا گیا ہے وہاں مصنف نے اسلام کے متعلق بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ مصنف چونکہ عیسائی ہے اس لئے اس کے تمام خیالات سے ہم متفق نہیں ہیں۔ اسلام پر تعارفی نوٹ ان الفاظ میں لکھا گیا ہے۔

"بہت سے لوگ اسلام کو مذہب کی حیثیت سے جانتے ہیں۔ لیکن بہت کم لوگ ہیں جنہوں نے تحریک کے نقطۂ نظر سے اس کا مطالعہ کیا ہے۔ مختصر سے مختصر میں اس مفہوم کو اس طرح ادا کیا جا سکتا ہے کہ اسلام دنیا کے تمام مذاہب میں نرالا ہے۔ وہ ایک تاریخ بھی ہے۔ اور ایک زبردست تحریک بھی وہ سیاست بھی ہے اور اجتماعیت بھی وہ نفسیات کی پہلی کتاب ہے اور روحانیت کی آخری کتاب بھی وہ دین اور دنیا کا ایسا مرکب ہے۔ جو درحقیقت دنیا کے تمام مذاہب سے بے نیاز کر دیتا ہے۔ قرآن کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات ماننی پڑے گی کہ اس کا مصنف" خواہ کوئی ہو اپنے زمانہ کا ہی نہیں بلکہ بہت سے زمانوں کا ایک زبردست معلم ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن کا مصنف ایک برہانی اور عقلی دماغ کا انسان ہے۔ وہ اپنے ہر مضمون میں اس بات کی بڑی احتیاط کرتا ہے کہ کوئی دعویٰ بلا دلیل نہ ہو وہ بار بار عقل کے اعتماد پر زور دیتا ہے۔ عقل سے کام نہ لینے والوں کو حیوان ٹھہراتا ہے۔ اور عقل ہی کو حقائق کی کسوٹی ٹھہراتا ہے۔ وہ کوشش کرتا ہے کہ توہم پرستیوں سے دور رہے اور خرافات کا کوئی شائبہ اپنے خیالات میں نہ آنے دے۔ اس کا انداز فکر اس حکیم سے ملتا ہے جو صرف کائنات پر غور کرتا ہے۔ قرآن کی یہ خوبی پہلے تو انسان کو حیرت میں ڈالتی ہے۔ پھر اسے اپنی طرف کھینچتی ہے اور آخر میں اپنا گرویدہ بنا لیتی ہے"۔

ایک مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ قرآن کا نزول من جانب اللہ ہے اور قرآن کریم نے پر شوکت الفاظ میں فرمایا ہے

انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحٰفظون۔

(۲) یہی مصنف مزید یوں رقمطراز ہیں

"مؤرخین کو یہ بات سمجھنے میں بہت زیادہ تکلیف سے کام لینا پڑا ہے کہ عرب کے وحشی انسانوں نے بغداد اور قرطبہ میں علوم و فنون کی بنیادیں کیسے رکھ دیں؟ وہ عربوں کے نئی ذوق کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ لیکن یہ بات نہ سمجھ سکے کہ ان کے اس ذوق کے محرکات کیا تھے۔ کسی نے کوئی وجہ بیان کی کسی نے اتفاق کے سر منڈھ دیا۔ حالانکہ یونانی علوم کی طرف رغبت بھی وہی قوم کر سکتی ہے جسے پہلے سے عقلی علوم کا چسکہ ہو لیکن اگر یہ مؤرخ قرآن سے کچھ واقف ہو سکتے تو انہیں اس قدر دور دراز باتیں بنانے کی ضرورت پیش نہ آتی وجہ صاف ہے کہ قرآن عقل کا زبردست مؤید ہے۔ اب بات بالکل صاف ہے کہ جس قوم کا مذہب عقلی اور برہانی ہو وہ سائنسی علوم کی مخالفت نہیں ہو گی بلکہ مذہبی حیثیت سے سائنس کی سرپرستی کرنا اس کا فرض ہو گا اگر قرآن عقل کی افادیت کا قائل نہ ہوتا تو مسلمان کبھی علوم کی سرپرستی قبول نہ کرتے اور اسپین کی راہ سے سائنس کی شمع یورپ میں کبھی روشن نہ ہوتی"۔

(۳) کتاب کے مصنف مسٹر GORDON نے اسلام کی اخلاقی خصوصیات کو ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:-

"ہماری مہذب دنیا میں آرٹ کو اہمیت حاصل ہے۔ وہ ہمارے کیریکٹر کا جزو بن چکا ہے۔ مگر دنیا کو سن کر حیرت ہو گی کہ قرآن میں آرٹ کے لئے کوئی جگہ نہیں جن لوگوں نے جمالیات میں زندگی گزاری ہے۔ اور جنہیں اسے ترقی دینے پر فخر ہے وہ یقیناً اسلام سے مایوس ہوں گے۔ اس میں ان کے ذوق کی چیز نہیں۔ لیکن داد دینی پڑتی ہے قرآن کے مصنف کو اس نے سیرت کی ان تمام برائیوں کو چیلنج کیا جو آرٹ کے نام سے ہماری سوسائٹی کو خراب کر رہی ہیں اور اس کی قدر اس وقت معلوم ہو گی جب ایک طویل زمانہ کے بعد آرٹ کی برائیاں زندگی کی سطح پر آ جائیں گی اور ہماری نئی نسل کو گھن لگا دیں گی۔

ہمارا آرٹ کیا ہے! ذہن کی بے راہ روی، اخلاق کی کمی، ذوق کی شہرت گی، جنسی انارکی، عیش و عشرت کی بے لگامی اور پرانی بیماریوں کو چھپانے کی ایک ترکیب!

"قرآن نے بت پرستی کی تردید اور مذمت کر کے آرٹ کی آدھی عمارت کو مسمار کر دیا ہے کیونکہ آرٹ کا بہت بڑا حصہ قدیم زمانہ کے بتوں اور تصویروں کی شرمناک یادگار ہے اور ان جنسی تعلقات کی یاد دلاتی جن پر آرٹ کا خول چڑھا ہے۔ قرآن حسن ایزدی کا آئینہ تو ہے فحش کاری کا معلم نہیں۔

آجکل فنون لطیفہ کی بڑی قدر ہے۔ لیکن وہ وقت آئے گا کہ آرٹ کی برائیاں ظاہر ہوں گی اور اس کی پیشن بینی ایک حقیقت بن کر سامنے آئے گی

(۴) اسلام کے پانچ ارکان کی حکمت اور فلاسفی یوں بیان فرماتا ہے

"قرآن نے جن فرائض پر روشنی ڈالی ہے۔ انہیں پڑھ کر یقین ہو جاتا ہے کہ اس کے مصنف نے دین و دنیا کو سمونے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ نماز پانچ وقت پڑھی جاتی ہے۔ جو زندگی کی ایک دوامی حرکت ہے۔ ایک ان دیکھی ہستی سے تعلق پیدا کرنا اور اسی کے ذریعہ دنیا کے ساتھ اس کے مناسب حال سلوک کرنا نماز کا سب سے بڑا مقصد ہے۔ اور خیال میں نہیں آ سکتا کہ اس سے بہتر بھی عبادت کا کوئی طریقہ اور ہو سکتا ہے جب ایک شخص مسجد میں نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو وہ صرف خدا ہی کا تصور نہیں کرتا بلکہ خدا کی ساری مخلوق سے اپنے رشتہ کی تجدید کرتا ہے جس کے آئینہ میں بھی دین و دنیا کا عکس پڑتا ہے اور اسی طریقہ میں وہ سب کچھ حاصل ہو جاتا ہے۔ جو ایک جامع تصور کی عنایت ہے کوآپریٹو سوسائٹیوں زمانہ حال کی پیداوار ہیں مجالس امداد باہمی کی تحریکات بالکل جدید ہیں۔ لیکن قرآن کے مصنف نے زکوٰۃ کی رقم قائم کر کے وہ تمام اغراض حاصل کر لئے جو آجکل کی سوسائٹیوں سے حاصل ہوتے ہیں۔ زکوٰۃ میں اخلاص اور ایثار ہے۔ غمخواری اور ہمدردی ہے لیکن امداد باہمی کی تحریکات اس روح سے خالی ہیں قرآن نے زکوٰۃ کو ٹیکس سے بالاتر رکھا ہے وہ ایک ایسی صداقت ہے جس کا مفہوم زمانہ حال کی کسی تحریک میں نہیں پایا جاتا اسلامی روزہ کے متعلق صرف اتنا کہنا کافی ہو گا کہ اس میں انسانی کمزوریوں کی پوری رعایت رکھی گئی ہے اور ہمارا خیال ہے کہ روزہ کی دوسری شکلیں اس شکل کے مقابلہ میں ہیچ ہیں۔

(۵) مسٹر GORDON نے قرآن کریم بنیادی سیاست اصول اور حکمت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ قرآنی سیاست میں خوفِ خدا خدمت خلق اور تصور آخرت نقطہ مرکزی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے:-

قرآن کو دوسری مذہبی کتب پر یہ تفوق حاصل ہے کہ اس میں سیاست اور اصول حکمرانی پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ قرآن نے سیاست میں ذرا سی کمزوری نہیں دکھائی سیاست کے ہر جزو میں وہی زور اور تاثیر ہے۔ جو اس کا فطری تقاضا ہے سب سے بڑی بات یہ ہے کہ قرآن نے اخلاق خوفِ خدا خدمتِ خلق اور تصور آخرت سے سیاست کو بیگانہ نہیں کیا۔ اور یہی وہ چیز ہے جس سے . . . .

. . . . موجودہ عہد کی سیاست محروم ہے اور اس محرومی نے دو بڑی جنگوں کا تماشہ دکھایا ہے۔ میں تو یہانتک کہتا ہوں کہ یورپ کے معاہدے یورپ کی دفاعی تدابیر یورپ کا سیاسی اتحاد اور بین الاقوامی پارلیمنٹ یا حکومت کی تجویز اور دوسری تدابیر ناکام اور بے سود رہیں گی اگر اس کی بنیادوں میں خدا کے تصور اور اخلاقی قدروں کو جگہ دی گئی۔ جہاں عالمی امن کے لئے بہت سے نسخے آزمائے گئے ہیں۔ وہاں مذہب کا یہ نسخہ بھی آزما کر دیکھ لینا چاہیئے۔ اگر اس کے لئے کوئی تیار ہو تو میں مشورہ دوں گا کہ وہ اس سلسلہ میں قرآن کو ہرگز نظرانداز نہ کرے کیونکہ اس کی رہنمائی اس کتاب سے بہتر اور کوئی کتاب سرانجام نہیں دے سکتی۔

والفضل ما شهدت به الاعداء

یورپ کا فہمیدہ اور سنجیدہ طبقہ اسلام کے متعلق اپنی رائے بدلنے پر مجبور ہو رہا ہے فرزندان احمدیت کے شائع کردہ اسلامی لٹریچر نے ایک فکری انقلاب بپا کر دیا ہے۔ اور یہ سب آرہا ہے اس لئے احمدیت کا سراج منیر پھر چلنے لگی مردوں کی زندگی زندہ دار کی تصدیق ہو رہی ہے۔ بانی احمدیت علیہ السلام پر شوکت ایمانی جذبہ سے پیشگوئی کرتے ہوئے ان الفاظ میں فرماتے ہیں "وہ دن نزدیک ہے آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا"

ششماہی بجٹ سو فیصد پورا کرنے والی جماعتیں

فہرست بغرض دعا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں بھجوائی گئی ہے

اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر بخشے

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہندوستان کی بہت سی جماعتوں کو یہ توفیق عطا فرمائی کہ انہوں نے اپنے بجٹ کے مطابق چندہ جات کی وصولی کی۔ اور اس طرح اپنے ششماہی بجٹ کو سو فیصد پورا کرنے کی سعادت حاصل کی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان جماعتوں کے تمام چندہ دہندگان اور عہدیداران اور بالخصوص سیکرٹریان مال کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ نظارت ہذا ان سب کی ممنون ہے۔ ان جماعتوں کی فہرست سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھجوائی جا رہی ہے۔

ان میں سے بعض جماعتیں ایسی ہیں جن کا گزشتہ سالوں کا بقایا ہے۔ ان سے درخواست ہے کہ وہ کوشش کر کے بقایا وصول کریں بہت سے گزشتہ جمعہ میں حضور انور کا ایک گرانقدر خطبہ شائع ہوا ہے۔ حضور نے اس میں بقایا کی ادائیگی کے لئے جماعتوں کو خاص توجہ دلائی ہے۔

سالانہ بجٹ سو فیصد پورا کرنے والی جماعتوں کے نام بھی انشاء اللہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بغرض دعا پیش کئے جائیں گے

ناظر بیت المال آمد قادیان

صوبہ یوپی

(۱)	سردار نگر	وصولی سو فیصد	
(۲)	شاہجہانپور	״	
(۳)	بنارس	״	البتہ گزشتہ سالوں کا کافی بقایا ہے
(۴)	راٹھ	״	
(۵)	مودہا	״	

صوبہ بہار

(۶)	پٹنہ	وصولی سو فیصد	البتہ گزشتہ سالوں کا بقایا ہے۔
(۷)	مظفرپور	״	
(۸)	بھاگلپور	״	البتہ سابقہ سالوں کا بقایا ہے۔
(۹)	برہ پورہ	״	״
(۱۰)	رانچی	״	
(۱۱)	جمشید پور	״	اس جماعت کے سیکرٹری مال نے بڑی محنت سے کام کر کے موجودہ سال کے بجٹ اور سابقہ بقایا میں سے بھی ششماہی بجٹ سو فیصد پورا کر دیا ہے جزاہ اللہ
(۱۲)	آرہ	قریباً سو فیصدی	

صوبہ بنگال

(۱۳)	کلکتہ	سو فیصد	لیکن گزشتہ سالوں کا بقایا ہے

صوبہ اڑیسہ

(۱۴)	کٹک ٹاؤن	״	
(۱۵)	سونگڑہ	״	
(۱۶)	پنچو دار	״	البتہ گزشتہ سالوں کا بقایا ہے۔
(۱۷)	او ایم پی کٹک	وصولی سو فیصدی	
(۱۸)	نیو کیپٹل	״	
(۱۹)	کیرنگ	״	البتہ گزشتہ سالوں کا بقایا ہے
(۲۰)	مانکا گوڑا	״	
(۲۱)	نیا گڑھ	״	
(۲۲)	روڑکیلا	״	״

صوبہ آندھرا

(۲۳)	حیدرآباد	قریباً سو فیصد	گزشتہ سالوں کا بقایا بھی کافی ہے
(۲۴)	سکندرآباد	سو فیصد	״
(۲۵)	چنتہ کنٹہ	״	״
(۲۶)	ادٹکور	״	״
(۲۷)	کرنول	״	

صوبہ میسور

(۲۸)	ہبلی	״	گزشتہ سالوں کا بقایا بھی کافی ہے
(۲۹)	تیماپور شوراپور	״	״
(۳۰)	بنگلور	״	״
(۳۱)	شیموگہ	״	״
(۳۲)	بلگام	״	

صوبہ مدراس

(۳۳)	میلا پالیم	״	گزشتہ سالوں کا بقایا بھی کافی ہے
(۳۴)	مدراس	״	״

صوبہ کیرالہ

(۳۵)	کمرولائی	״	گزشتہ سالوں کا بقایا بھی کافی ہے
(۳۶)	منار گھاٹ	״	״
(۳۷)	الانلور	״	״
(۳۸)	پنتاپیریم	״	״
(۳۹)	ٹیلی چری	״	״
(۴۰)	کوڈالی	״	״
(۴۱)	پینگاڈی	״	״
(۴۲)	کڈلائی	״	״
(۴۳)	آڈی ناڈ	״	״

صوبہ بمبئی

(۴۴)	بمبئی	״	گزشتہ سالوں کا بقایا بھی کافی ہے۔

صوبہ کشمیر

(۴۵)	رشی نگر	״	گزشتہ سالوں کا بقایا بھی کافی ہے
(۴۶)	یاڑی پورہ	״	״
(۴۷)	ہاری پاری گام	״	״
(۴۸)	بھدرواہ	״	״
(۴۹)	سلواہ۔ گورسائی۔ ہرنانتیر	״	״

درخواست دعا خاکسار نے امسال M.Sc اور بعض ہر دو تعلیموں کے حصول کے لئے Law College اور University College میں داخلہ لیا ہے۔ مبلغ ۱۵/ روپیہ امانت بابت اور ۲ روپیہ شکرانہ فنڈ میں ارسال کرتے ہوئے جملہ احباب و بزرگان سلسلہ سے نمایاں کامیابی کے حصول کے لئے دعاؤں کا خواستگار ہوں۔

خاکسار سید ظفر الدین بھنیشور (اڑیسہ)

پادری عبدالحق صاحب کے نام کھلی چٹھی نمبر ۲

(بقیہ صفحہ ۹ و ۲)

تحریر اختیار کیا ہے اس کا اقتباس قارئین مندرجہ بالا عبارت میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

پادری صاحب پر اتمامِ حُجّت

پادری صاحب کی ذات سے تو ہمیں کوئی خاص امید نہیں ہم اُنہیں مدّت سے جانتے ہیں انہیں اسلام سے شدید بُغض ہے۔ متعدد مقامات، قصور، سیالکوٹ، گجرات، بھینی میاں خاں اور خانیوال وغیرہا میں اُن سے پبلک گفتگو اور مناظرے ہوتے رہے ہیں۔ لیکن ہم بعض طالبانِ حق عیسائی صاحبان تک پیغامِ حق پہنچانے کی خاطر یہ سارے جتن کر رہے ہیں۔

ہم واضح الفاظ میں اعلان کرتے ہیں کہ ہمیں چاروں مجوّزہ مضامین پر تحریری مناظرہ منظور ہے۔ کچھ معقول شرائط ہم ذکر کر چکے ہیں۔ بقیہ امور کے لئے پادری صاحب کو خط و کتابت کرنی لازمی ہے۔ یاد رہے کہ مناظرہ میں ہر فریق دعویٰ اور دلیل کے لئے اپنی الہامی کتاب کو بنیاد بنانے کا پابند ہوگا۔

اب پادری صاحب ہم سے طے کر سکتے ہیں کہ یہ تحریری مناظرات چنڈی گڑھ میں ہوں یا حیدرآباد (دکن) بھارت میں ہوں یا امرتسر میں ہوں یا لاہور میں ہوں۔ جہاں بھی فریقین کو سہولت ہوگی اور قانونی اجازت حاصل ہوگی وہ مقام مناظرہ کے لئے مقرر کیا جا سکے گا۔ واضح رہے کہ جب تحقیقِ حق کے لئے فیصلہ کن تحریری مناظرہ مطلوب ہو اپنی انانیت اور اپنے غرور کا اظہار مدِّنظر نہ ہو تو یہ صورت ہر جگہ ہو سکتی ہے۔ تاریخ مناظرہ بھی فریقین کی سہولت کے مدّنظر مقرر ہوگی۔

اگر اب بھی پادری عبدالحق صاحب سیدھی راہ سے اور سنجیدگی کے ساتھ خط و کتابت کے لئے تیار نہ ہوں تو ہمیں اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہی ہدایت ہے وَ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا۔

ہم اس کھُلے مکتوب کے معقول جواب کا ۱۰ر دسمبر ۷۱ء تک انتظار کریں گے وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْن۔

خاکسار

ابوالعطاء جالندھری

ربوہ ۷/۱۱/۷۱

کچھ اپنی نسبت دعا کی التجا

گزشتہ سال جلسہ سالانہ کے دنوں میں خاکسار کو ہائی بلڈ پریشر اور غیر معمولی اعصابی کمزوری کی تکلیف ہوگئی تھی۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی توجہ اور ارشاد سے مکرم ڈاکٹر میر مبارک احمد صاحب آف حیدرآباد نے خاکسار کا معائنہ کیا اور علاج تجویز کیا۔ ایک ماہ تک علاج جاری رہا اور قدرے افاقہ بھی ہوگیا۔ اس کے بعد سلسلہ کے کام میں لگا رہا۔ اور دوبارہ چیکنگ کرانے کا خیال نہ رہا۔ حتیٰ کہ رمضان شریف کے وسط میں محترم صاحبزادہ صاحب ہی نے خاکسار کی گرتی ہوئی صحت کو دیکھ کر از راہِ کرم امرتسر کے ماہر ڈاکٹر سے معائنہ کرانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ ڈاکٹر ملہوترہ صاحب نے بغور معائنہ کیا تو ہائی بلڈ پریشر کے ساتھ دل کی گھبراہٹ اور غیر معمولی قسم کی جنرل کمزوری کا پتہ چلا۔ موصوف نے نسخہ تجویز کیا۔ اور بعض ہدایات بھی دیں۔ اسی روز سے علاج شروع کر دیا ہے۔ ادھر مدرسہ احمدیہ، اخبار بدر اور سلسلہ کے دوسرے متفرق ضروری کام بھی کرنے ہوتے ہیں۔ دل میں شدید تمنّا ہے کہ دین کی کچھ اور خدمت کر سکوں اس لئے میں نہایت عجز و انکسار کے ساتھ تمام احمدی بھائی بہنوں سے دعا کی درخواست کرتا ہوں خدا تعالیٰ میری جملہ تکالیف کو اپنے فضل کے ساتھ دُور کر کے دین کی خدمت کی ایسی توفیق دے جس سے اس کی رضا حاصل ہو جائے۔

خاکسار: محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر قادیان

بدر کی اعانت اور خریداری ہر احمدی کا جماعتی فرض ہے

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا بائیسواں کامیاب جلسہ سالانہ

بقیہ صفحہ اوّل سے

ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے جلسہ سے متعلق بعض دُعائیہ کلمات کا ترجمہ پڑھ کر سُنایا اور بعد میں احباب کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلا کر ہوشیار کیا۔ اور تلقین کی کہ وہ شوق اور محبت سے خدمتِ دین کا کام کریں۔ اور اُخروی اور دائمی زندگی کو اس دنیوی زندگی سے زیادہ اہمیت دیں۔ یہی طریق ہے جس سے حقیقی راحت اور سچا اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے جلسہ کے بابرکت ہونے کے لئے اجتماعی دعا کرائی۔

دُعا کے بعد محترم صدر صاحب نے محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کا پیغام پڑھ کر سُنایا جو اس موقع کے لئے خاص طور پر بھجوایا گیا تھا۔ اس کے بعد مکرم مولوی عبدالواحد صاحب۔ خاکسار راقم الحروف اور جناب سکری برمادی صاحب نے علی الترتیب "خلافت اسلام اور اس کی برکات"۔ "حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کارنامے" اور "الوصیت" کے عناوین پر تقاریر کیں۔

دوسرا اجلاس مغرب وعشاء کی نمازوں کے بعد پونے آٹھ بجے شروع ہوا۔ سب سے پہلے مکرم مولوی محی الدین صاحب نے وفاتِ مسیح علیہ السلام پر متعدد دلائل پیش کئے۔ پھر مکرم مولانا محمد صادق صاحب رئیس التبلیغ نے نبوّت کے مسئلہ پر ایک گھنٹہ تک تقریر فرمائی۔ آپ کے بعد مکرم مولانا ابوبکر ایوب صاحب نے

"انسانِ کامل"

کے موضوع پر تقریر کی۔

اس دِن کے دونوں اجلاسوں کے درمیانی وقفہ میں لجنہ اماء اللہ اور مجلس انصار اللہ نے اپنے تنظیمی اجلاس منعقد کئے۔ لجنہ اماء اللہ کے اجلاس میں مرکزی عہدیداران لجنہ اماء اللہ کا انتخاب ہوا۔ اس اجلاس میں حضرت سیّدہ مریم صدیقہ صاحبہ مدّظلّہا العالی صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے خصوصی پیغام کا ترجمہ پڑھ کر سنایا گیا۔

انصار اللہ نے اپنے اجلاس میں انصار اللہ کے پروگرام کے متعلق غور کیا۔ اس موقع پر محترم صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب وکیل التبشیر کی تقریر

THE PROMISED VICTORY AND OUR RESPONSIBILITIES

کا انڈونیشی ترجمہ جو کتابچہ کی شکل میں شائع کیا گیا تھا احباب میں تقسیم کیا گیا۔

صبح تہجد کی نماز محترم یحییٰ پونتو صاحب کی امامت میں ادا کی گئی۔

۲۷ر اگست کو تہجد کی نماز مکرم حافظ قدرت اللہ صاحب کی امامت میں ادا کی گئی۔ نماز فجر کے بعد مکرم چوہدری محمود احمد صاحب چیمہ نے "تذکرہ" سے اسلام اور سلسلہ احمدیہ کی کامیابیوں کے متعلق بعض اہم پیشگوئیاں بیان فرمائیں۔ اس کے بعد مکرم مولوی ذبحی ذیلون صاحب نے "ذکرِ الٰہی" پر مختصر تقریر کی۔ مکرم یحییٰ پونتو صاحب نے (جو قادیان میں کچھ عرصہ تعلیم حاصل کر چکے ہیں) اور انڈونیشی سفارت میں کئی جگہ ممتاز عہدہ پر کام کر چکے ہیں "ذکرِ حبیبؑ" اور مکرم مولوی احمد نورالدین صاحب نے "خواتین سے متعلق اسلام کی تعلیم" کے مواضیع پر تقاریر فرمائیں۔

تصحیح

اخبار بدر کی ایک گزشتہ اشاعت میں عبدالرزاق صاحب کتور آف ہبلی کی وفات کے ذکر کے سلسلہ میں یہ بات شائع ہوگئی کہ ہبلی میں جماعت قائم ہونے کے وقت مرحوم پہلے احمدی تھے۔ لیکن ریکارڈ کی رُو سے یہ بات درست نہیں۔ بلکہ ہبلی میں جماعت قائم ہونے کے وقت مکرم حضرت صاحب منڈاسگی پہلے احمدی ہیں۔ جن کو اس علاقہ میں حلقہ بگوشِ احمدیت ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

(اسسٹنٹ ایڈیٹر بدر)

تفسیرِ صغیر کے شائقین کے لئے خوشخبری

دیدہ زیب ایڈیشن جلد قادیان سے شائع ہو رہا ہے

احباب جماعت کی خدمت میں یہ خوشکن اطلاع دی جارہی ہے کہ نظارت دعوۃ وتبلیغ قادیان نے تفسیرِ صغیر جو اس وقت یہاں نایاب تھی طبع کرنے کا انتظام کیا ہے۔ بڑی شدت سے اس کمی کو محسوس کیا جا رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اُمید ہے کہ آخری جنوری ۱۹۷۲ء تک تفسیرِ صغیر چھپ کر تیار ہو سکے گی۔ دوستوں کو چاہیئے کہ ابھی سے حسبِ ضرورت نسخے ریزرو کروالیں۔ ھدیہ فی نسخہ مبلغ اٹھارہ روپے ہوگا۔ علاوہ محصولِ ڈاک جو بمع پیکنگ خرچ کم و بیش پانچ روپے ہوگا۔ البتہ جو دوست ۳۱ر جنوری ۱۹۷۲ء تک پوری رقم بطور پیشگی بھجوادیں گے انہیں ایک روپیہ فی نسخہ رعایت دی جائے گی۔ علاوہ محصولِ ڈاک جو بمع پیکنگ خرچ کم و بیش پانچ روپے ہوگا۔ تاجرانہ طریق پر ایک درجن یا زائد نسخے منگوانے پر ایک روپیہ فی تفسیر کمیشن دیا جائے گا۔

ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کے ارشاد کی تعمیل میں

ہفتہ وصولی بقایا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ایک خطبہ جمعہ بدر کے گزشتہ شمارہ میں شائع ہو چکا ہے۔ جس میں حضور انور نے وصولی بقایا کی اہمیت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ:-

"اِس غرض کے لئے ۲۰ر جنوری ۷۲ء تا ۵ر فروری ۷۲ء ہفتہ وصولی بقایا منایا جائے"

وہ تمام جماعتیں جن میں بقایا دار موجود ہیں ان سب کا فرض ہے کہ وہ حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں پورے اہتمام کے ساتھ یہ ہفتہ منانے کا انتظام کریں۔ مقامی سیکرٹریانِ مال کے پاس بقایا داروں کی فہرست موجود ہے۔ جو ان سے حاصل کی جاسکتی ہیں۔ یا انفرادی کھاتہ کے بقایا کی فہرستیں حاصل کی جاسکتی ہیں۔

ایسی جماعتیں جو اپنا بقایا سو فیصد وصول کر کے مرکز میں ارسال کریں گی۔ اُن کے نام بغرضِ دُعا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کئے جائیں گے۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

جلسہ سالانہ بہت قریب ہے صرف چند یوم باقی ہیں

احباب جماعت چندہ جلسہ سالانہ کی جلد ادائیگی فرماویں

احباب جماعت کو علم ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ لازمی چندوں میں سے ہے۔ جس کی شرح سال کی آمد کا $\frac{1}{120}$ یا اوسط ماہوار آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ سال میں ایک مرتبہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے ادا کرنا ضروری ہے۔

جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ متعدد مرتبہ تاکید فرماتے رہے ہیں کہ اس چندہ کی پوری ادائیگی جلسہ سالانہ سے قبل ہوجانی چاہیئے۔ تاکہ جلسہ سالانہ کے اخراجات میں سہولت ہو سکے۔ چنانچہ فرمایا:-

"مَیں تحریک کرتا ہوں کہ جلسہ سالانہ کا چندہ جمع کرنے میں دوست ہمت سے کام لیں۔ تاکہ جلسہ پر آنے والے مہمانوں کے لئے پہلے سے انتظام کیا جاسکے اصل میں تو چندہ جلسہ سالانہ سال کے شروع میں ہی دینا چاہیئے کیونکہ اگر اجناس وقت پر خرید لی جائیں تو اُن پر بہت کم خرچ آتا ہے"

سالِ رواں میں اب تک جو آمد اس مد میں ہوئی ہے وہ متوقع تدریجی بجٹ آمد سے بہت کم ہے۔ لہٰذا ایسے دوست اور ایسی جماعتیں جن کے ذمہ ابھی تک اس چندہ کی رقوم قابلِ ادا ہیں کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ توجہ فرما کر جلد از جلد بقایا چندہ جلسہ سالانہ کی ادائیگی فرمادیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جملہ احباب کو ادائیگی کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

ڈاک کے ہر لفافے پر پانچ پیسے کا زائد ٹکٹ

ریفیوجی ریلیف فنڈ والا لگایا جائے

محکمۂ ڈاک ہندوستان نے ۱۵ر نومبر ۱۹۷۱ء سے ہر لفافہ پر (خواہ اِن لینڈ لیٹر والا ہو) اسی طرح ہر پیکٹ وغیرہ پر پانچ پیسے کا ایک ایسا زائد ٹکٹ لگانے کا فیصلہ کیا ہے جس پر ریفیوجی ریلیف فنڈ کے الفاظ چھپے ہوئے ہیں۔ اس لئے احباب ترسیل ڈاک کے وقت اس نئے قانون کی پابندی کریں۔ ورنہ ہر لفافہ دس پیسے میں بیرنگ ہو کر مرسل الیہ کو ملتا ہے۔ احباب کی ذرا سی توجہ سے جماعتی پیسے کا تحفظ بھی ہوجاتا ہے اور ملکی قانون کی پابندی بھی۔ امید ہے کہ احباب احتیاط برتیں گے۔

ناظر امور عامہ قادیان

محترم حضرت ناظر صاحب دعوت وتبلیغ، محترم حضرت امیر صاحب مقامی اور جماعت احمدیہ درویشان کی جانب سے
— کے نام —

تہنیتِ عید کا پیغام

"تمام بھائیوں کی خدمت میں
السلام علیکم اور تہنیت
عید پیش کرتے ہوئے دعاؤں
کی درخواست ہے"

خدمتِ درویشان

یہ مت خیال فرمایئے

کہ آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پُرزہ نہیں مل سکا تو وہ پُرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ ہم سے رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک خواہ پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے، ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta-1

تار کا پتہ:- AUTOCENTRE | فون نمبرز 23—1652, 23—5222